



بسم اللہ الرحمن الرحیم 1975 checked

## دیباچہ

اے خدا اسکو نجات دے اور توبہ قبول فرما اور غاص عام تو کر  
وضوح اسے ارباب دانش ہو کہ قصہ غم کی تصنیف قریب کے اصلی واقعات یہ ہیں کہ میر  
نور محمد شاہ قہتاب النساہیکم مرحومہ شہیدت ایزدی سے عین عالم جوانی اہلارہ برکس کن من  
بجالت نوع و ہوس اس دنیا سے فانی سے راہی ارا بقا ہوئی۔

و سنہ پنجت ازلی کا واقعہ انتقال کچھ ایسا عجیب ہے کہ جسکا پورا بیان ممکن نہیں وقت آخر اسکو و  
استقلال حاصل تھا جو کسی اہل کامل کو نہیں ہوتا پہلے ایک شب خفیف سی بخار میں اس نے اپنی  
موت کا یقین کر لیا اور اپنے بچکانوں سے منہ موڑ کے یاد الہی میں مصروف ہو گئی۔

دوم یہ کہ سکر کے آثار اور سپر بالکل ظاہر نہیں ہوئے بلکہ قبض روح کے وقت اللہ تعالیٰ کہتے کہتے  
نوش ہو گئی۔ اور شوق دیدار خلائد اسکے آنکھیں کھلی ہوئیں اور کلمہ کی دونوں انگلیاں اٹھائیں  
سوئم یہ کہ جو وقت اسکی جان بے بقاری سے لاش کو سینہ سے لگا کے کہا کہ افسوس بی تیری

انگلیں کھلی رہیں۔ مائیں یہ تقریر آہ زاری سنتے ہی مرحومہ نے فوراً انگلیں بند کر لیں۔  
 چارم جب لاش قبر میں اتار گئی اور کمانچو بخود قبلہ کی طرف گیا جس سے حاضرین خدا تعالیٰ حرکت اٹھانے لگے۔  
 پنجم میں نے اور اسکی والدہ نے ایک ہی شب میں مرحومہ کو ایک ہی حالت سچو اب میں  
 دیکھا اور اس نے زبان عربی میں نہایت فصاحت سے احوال سوال و جواب قبر و  
 کیفیت و نوح و جنت و مغفرت وغیرہ تفصیل بیان کی جیسا کہ اس شنوی میں نظم ہے،  
 علاوہ اسکے بعض جاجیوں نے بظاہر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے اودیکھا اور اکثر  
 لوگوں نے اوسکو خواب میں تلاوت قرآن مجید کرتے ہوئے دیکھا اور اسوقت تک خوش اعتقاد ہی  
 مرحومہ قبر پر حرم خلاقی رہتا ہے متعدد اوقات لوگوں نے اوسکی قبر سے عود و عنبر کی بو مکتے اور فورچکتے  
 دیکھا ہوا حاصل یہ کہ اگر میں تمام کمینات لکھنے کا ارادہ کرتا تو ایک بڑی مطول کتاب ہوتی الغرض  
 ایسے ہی چند ابواب حالت رنج و غم میں مجھے افسوس لکھنے کے باعث ہوئے اور جو واقعات اس  
 لکھو گئے ہیں ان میں بناوٹ نہیں ہے عموماً حالات میں دیکھے اور سنے ہیں ہی لکھو ہیں بلکہ ان کے سیکو  
 مجھے کافی الفاظ نہیں تھے۔ اس میں شک نہیں کہ شنوی میں کوئی چپ پی نہیں ہے لیکن حضرت غم وقت لاؤ  
 کے صد اٹھائے ہیں ان کے دل ضرور افسوس کو پسند کریں گے۔ حاصل کلام یہ کہ اگر یہ میرا دیدہ ہل کرد  
 مقبول خاطر ہو تو بند کو عاجز یہ یاد فرمائیں کہ دو تہویہ غنی بخاری، دہانجامی کاتاری فہرہ،

بیون بنایات فریاد عالم و خلاق  
مستثنی

مستثنی

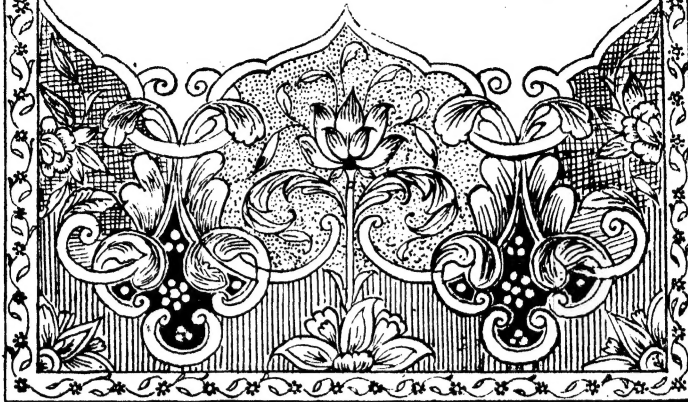
قصه

میسنی

واقعہ وفاتِ مہتاب النساہیم

من تصنیف

عالمینا بنایات شمنی عن الاقارب و اولاد الملک و المتخلص و اولاد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمدِ خدائیِ عا

ذاتِ بیچون میں نہیں دخل گمان  
بندہ کیا شے ہے خدا ہے جو  
اس کو پیدا کیا مارا اوس کو  
ہر جگہ حاضر و ناظر دیکھا  
ابھی ذرہ ہو چمک کر خوشید

کیا کرین حمدِ خدا و حمدِ جان  
اُس سے سب ابنِ جاہلی نے ہو  
کیا پست اس کو اُبھارا اوس کو  
کہیں باطن کہیں ظاہر دیکھا  
جس کو تو چاہے کرے اس کو سعید

دل کے داغوں کو گلستانِ کرد  
 دل کو تو خانہِ ایمانِ کرد  
 گزرا حکمِ قضا جاری ہو  
 ابھی صحرَا کا سمندر ہو جائے  
 ہو سمندر میں بندرِ پیدا  
 دشتِ گلشن بنے گلشنِ ادا  
 شبِ دیوِ رشبِ نور بنے  
 چاند سورج بھی شرارے ہو جائیں  
 شب کو بے نور تیارے ہو جائیں  
 خاک سے چاہے صدفِ پیدا  
 عشق میں معجزہ کر دے پیدا

او گلستان کو بیابانِ کرد  
 مور کو چاہے سیلِ مانِ کرد  
 خاک پر گنبدِ زنگاری ہو  
 راہِ بسِ سکندر ہو جائے  
 آگ سے ہو ابھی گوہرِ پیدا  
 بحرِ قطرہ بنے قطرہ دریا  
 روزِ روشن شبِ دیوِ رشبِ  
 مہر و مگرہ کے تارے ہو جائیں  
 خاک کے ذرے تارے ہو جائیں  
 آب سے درخفِ پیدا ہو  
 لیلیٰ مجنون بنے مجنونِ لیلِ

پست کو چاہے تو بالا کر دے

نما بھی صاف نور بنے

اک ترا گنگا اشارہ ہوا اگر

تیری قدرت سے یہ کچھ دور نہیں

رات کو دن کا اوج لا کر دے

ہر شبہ اک شجرِ طور بنے

آسمان نیچے زمین ہوا پر

سب یہ قادر ہے تو مجبور نہیں

نعتِ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

نعتِ احمد ہے کہ ہے حمدِ خدا

تجہ سے قایم ہیں زمینِ افلاک

عرش پر نام رقم ہے تیرا

حق نے کیا کیا تیری مہمانی کی

کون تھا کس نے یہ ترتیب کیا

جن وانس و ملک و حور و پرتی

شان میں جس کی ہے لو لاک

یا نبی شاہسوارِ لولاک

لوحِ تیری ہے قلم ہے تیرا

اور حیرتِ ل نے درباری کی

کس نبی کے لئے رُفِ آیا

سب ترے نور کی ہے جلوہ گری

تیرا دُکھا ہے دہائی تیری	تو خدا کا ہے خدائی تیری
کر سکے وصفِ شہر کیا ہو مجال	ہو فرشتوں کا یہاں ناطقہ لال
زورِ اسلام ہوا ہے جن سے	چار اصحابِ ستون ہیں دین کے
ہیں وہ صدیق و عشرہ عثمان	ان کے رتبہ کا ہر شاہِ قرآن
یا غے قاتلِ کفار ہے تو	غیر فرار ہے کرار ہے تو
وصفِ خالق نے ترا فرمایا	لافاشان میں تیری آیا
چشمِ بد و رُتبی کے بسطین	فاطمہ نور ہے وہ نورِ لعین
ال و اصحابِ یہ امت پہ تمام	رحمت اللہ کی نازل ہو دمام

مدحِ بنائے خسرو دکن سلطانِ من نطل اللہ نظام الملک  
 آصفیاء علی حضرت نواب میر محبوب علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ

شہِ آصف کی شنکرا ہوں	روزِ شہبِ حق سے دعا کرتا ہوں
----------------------	------------------------------



میر محبوب علی شاہِ زمان  
 اخترِ نخت رہے تابندہ  
 ال اولاد تری شاد رہے  
 بادشاہی رہے قائم تیری  
 چتر شاہی رہے سر پر تیرے  
 تختِ شاہی پہ ہو تو پایندہ  
 رہے اقبالِ درخشان تیرا  
 تو جہان میں ہے با تاج ویر  
 ہو وعدہ سانسے تیرے بس  
 کیا لکھے تیری شجاعتِ کلیاں  
 ہر عیانِ جرات و ہمت تیری

شاد رکھے تجھے خلاقِ جہاں  
 حق تعالیٰ تجھے رکھے زندہ  
 خانہ دل ترا آباد رہے  
 یہ ریاست رہے دائم تیری  
 ایک عالم رہے در پر تیرے  
 مہر و مہ تاج پہ ہو تو تابندہ  
 اور دشمن ہو پریشان تیرا  
 سرِ اعدا پہ ہو تیرے شمشیر  
 اُسکا مریخِ فلک ہو قابل  
 یہ قدم کو مرے قدرت ہو کہاں  
 میں نے دیکھی ہے شجاعتِ تیری

جب عدو سامنے آجاتا ہے  
 تجھ سے ہم نیچے ہو طاقت کیا ہے  
 تیرا کیونکر نہو عالم تسخیر  
 اس پر اس پر ہیں شدید ہمنو  
 ایک دم میں سرِ اعدا تو علم  
 قہر ہی مہر ہی حمت ہی ہے  
 فرض ہے سب اطاعت تیری  
 عدل وہ عدل ہے عادل تیرا  
 کیا کہوں وصفِ سخاوت تیرا  
 ملک آبا و رعیت خوشحال  
 جسکو چاہا دے لاکھوں ٹوڑے

سید کی طرح سے تہراتا ہے  
 شیر کیا اسکی حقیقت کیا ہے  
 تیرے قبضہ میں ہیں اس پر دشمن  
 تیغ وہ تیغ جہاں گیسر پسند  
 تیغ تیری ہے قضاے ہر  
 اور ریاست ہی سیت ہی ہے  
 سب پہ واجب ہوئی خدمت تیری  
 رہتے ہیں باز و کبوتر کجا  
 میں نے دیکھا ہے تجھے حاکم کو  
 عہد میں تیرے ہیں سب لالہ مال  
 سیکڑوں فیل ہزاروں گھوڑے

دامنِ اہلِ حُبّانِ پُر دُش	کاسۂ چشمِ حریصانِ پُر ش
مجھ پہ شاہانہ ہوا فیضِ ترا	مور کو ترسہ سلیمان کا ملا
ایک عالم ہو ترے زیرِ نگین	سب زبان سے کہیں آمین آمین
حقِ تعالیٰ ہو نگہبانِ تیرا	دل سے دُور ہے شناختِ ترا

### حالِ بے ثباتی دنیا سے ناپائدا

نہیں اک وضعِ یہ حالِ دنیا	کیا لکھوں رنج و ملالِ دنیا
چل بے چہور کے شاہانِ جہان	وہ کہانِ دولت و خشتِ دہکان
موت بالینِ چکھرے نہتی ہے	اپنی ہستی بھی عجب ہستی ہے
ہم نے دنیا کی یہ ہستی دیکھی	کبھی صحرا کبھی بستی دیکھی
اس کو خوش دیکھا تو اس کو پر غم	عیش و عزم و نونِ بہانِ ہر قوم
کوئی جاتا ہے کوئی آتا ہے	ساتھ لاتا ہے نہ لیتا ہے

عیشِ جاوید کہاں پایا ہے      بند و مرے کیلئے آیا ہے

### تصویرِ غمِ حالتِ رنج و الم

<p>اہلِ انصاف کرین غور ذرا بحرِ غم نے مرے اک جوش کیا سینہ و چشم و جگر کے دل کے غم سے اک جوش ہونا لگو طفلِ اتک انکھوں سے بہ کر جو گرا اگ بھر کی ہے دہوان اٹھتا ہے اس زمین پر جو قدم اٹھتا ہے ہاں کرین چشمِ بصیرت کو وا کیا لکھوں دل یہ پتلی ہوتا ہے</p>	<p>کہنچتا ہوں میں نقشِ غم کا دین و دنیا کو فہمِ بوش کیا بہگئے چار غاصرِ دل کے خار نے چھیر دیا چالوں کو آئینِ نگیا دامنِ میرا یہ بے دل کا نشان اٹھتا ہے ہر قدم سوئے عدم اٹھتا ہے صاف کہلجائیں گے دل کا نقشہ سینہ غم سے مرا شق ہوتا ہے</p>
--	--

ہے قلم آہ الم کی صورت  
 صفحہ درج جو تحریر ہے یہ  
 نقشہ وہ کرتا ہوں غم کا ایجا  
 صاف ماتم کا مرقع پہنچ جائے  
 دیکھ لین اس صف ماتم کو اگر  
 دیکھ لے کر مرے غم کا احوال  
 قطرہ اشک کی صورت تار  
 مردم دیدہ کو حیرانی ہو  
 رکھ کے فانوس کا پردہ منہ پر  
 خاک اُڑ جائے ابھی صحرائیں  
 دلِ نالان جو برا شور مچائے

حرف تیرہ شب غم کی صورت  
 اک جوان مرگ کی تصویر ہے  
 چوم لین ہاتھ کو مانی بھڑا  
 روح مانی کی جسے دیکھنے سے  
 غم کریں جو روملک جن و بشر  
 ابھی ہو جائے فلک غم خندا  
 ابھی گر جائیں فلک سے سارے  
 غم کو بھی غم سے پریشانی ہو  
 شمع بھی غم سے جلے گھل گھل کر  
 آگ لگ جائے ابھی دریا میں  
 آسمان بہت کے زمین گر جائے

غم عجب طرح کے لاما ہر رنگ  
 رہا قالب میں رگ جان ہو کر  
 دل میں اک آگ لگائی اوس نے  
 دین دنیا کو بھلا دیتا ہے  
 چھڑتا ہے کبھی بھلا تا ہے  
 طائر جان کا ہے صیبا کبھی  
 کبھی وہ زیر زمین جاتا ہے  
 غم رہا دل میں ستمگر بن کر  
 گھر نظر آنے لگا صورتِ گوہر  
 آہ سے آگ لگی سحر کو  
 چشم دریا ہوئی گریبان کر

موم کر دیتا ہے دل کو کبھی شک  
 آنکھ میں اشک کا طوفان ہو کر  
 کبھی اشکوں سے بھجائی اوس نے  
 ہنسنے والوں کو رلا دیتا ہے  
 رنگِ حسرت و زینا لاتا ہے  
 رگ جان کے لئے فصا کبھی  
 او کہی عشق کو چھو اٹاتا ہے  
 دمنے آیا مجھے اشدِ سکر  
 رگِ موت میں پیہوئے مار و مور  
 اشک سے قطرہ کیا دریا کو  
 رگیا نوح کا طوفان ہو کر

درد و غم سنج و الم شادی ہے  
 شہرہ ہے اب مگر غم خانے کا  
 سوگ ہے شمع کو پروانیکا،  
 خانہ دل میں و مہمان ہو کر  
 رخصت ہیں دل یہ جگر پر لاکھون  
 طائر دل مرا گھبراتا ہے  
 باغ میں دل نہیں لگتا میرا  
 باغ میں گل مجھے کیا دیتے ہیں  
 سینہ داغوں سے گلستان ہے  
 بس یہی گل سے ثمر پایا ہے  
 بوئے گل باد بہاری لائی

دل میں ویرانہ سے آبادی ہے  
 نام آباد ہے ویرانے کا  
 نام روشن ہے سیہ خائیکا  
 رہ گیا درد ہی ارمان ہو کر  
 غم کے نشتر پہ نشتر لاکھون  
 قفسِ تن سے اڑ جاتا ہے  
 کبھی بہاتی ہے توجھل کی ہوا  
 غنچے ہنس نہیں کہے رلا دیتے ہیں  
 جل کے دل سرو چرغاں ہے  
 داغ لالے کی طرح کھایا ہے  
 خاک میں مجھ کو ملانے آئی

نکل نظر آنے لگے خار کی شکل  
 قطرے شبنم کے بین انگریزین  
 زخمِ دل چھلکے مرے آگے ہو  
 دل سنہل جاتا ہر غم کھاتے  
 مشغلہ دل کے ہے ہلایکا  
 سُن راحاں بگر کا دل سے  
 کب میحاسے شفا ہوتی ہے  
 دل ہے جبر کہ لکھ غم کیا  
 مین کہاں یہ غم جان کا کہاں  
 خرمِ دل مین بین انگریز لاکھوں  
 غم نکر دل یہ مرے جبر و ستم

دل پر مردہ ہے بیمار کی شکل  
 بِنِ مَو ہو گئے نشتر تن پر  
 یہاں آتش ہی کے پکائے ہو  
 یہ بہل جاتا ہے ویراں ہے  
 کیا مزا پڑ گیا غم کہاں کیا  
 پوچھ بھل کی تڑپ بھل سے  
 موت اس دکہ کی ڈا ہوتی ہے  
 دل قیاب کو یہ تاب کہاں  
 دیکھئے کوہ کہاں کاہ کہاں  
 اک گِ جان مین نشتر لاکھوں  
 آہ کے ساتھ نکل جائے نہ دم



خونِ دل پینے لگا غم کہا کر	دل نے اک شور کیا گہر
ایک بیک آگیا یہ مجھ کو خیال	کہ لکھون اپنے ہی غم کا احوال
آنکھ سے سین نے جو دیکھا لکھا	رکھا بس قصہ غم نام اسکا

### آغا رقصہ غم واقعہ وفاتِ مہتابِ النسا بیکم

دل کا اک درد بیان ہوتا ہے	غم کے قصہ کا بیان ہوتا ہے
دل کو آئی ہے سانی غم کی	قصہ غم کا ہے کہانی غم کی
یون تو دنیا میں سرسرا غم ہے	اک جو انرگ کا یہ ماتم ہے
دھونڈتا ہے دل غم خوار	گم ہوا ہے درِ شہوار مرا
ہاں برس جائے جھڑی اشکو کی	کبھی تو لے نہ لڑی اشکو کی
دل جو روتا ہے جگر سے مل کے	پیوٹ جاتے ہیں پیوٹ دل کے
داع پر داع ستم ہے دل میں	درد ہے غم ہے الم ہے دل میں

کیا لکھوں میں نہیںِ ستم کی مجھ پر  
 اُگل آنا تھا کہ دولت آئی  
 دل مرا اُس کا ہی گہوار تھا  
 اُس کا جینا نہ فلک کو بہایا  
 دوستِ احباب لبِ دہ و فغان  
 دواور الملک کی صاحبزادی  
 سن بھی اُٹھا رہِ برس سے کم تھا  
 رہتی تھی یا دُخِ دینِ دن رات  
 موت کو یاد کیا کرتی تھی  
 تھی یہی اُس کی دُعا شامِ گِیاہ  
 اپنے عصیان سے پشیمانِ دِلین

ایک فخر تھی مرے اے احباب  
 بخت کی نیک تھی میری جانی  
 گو دینِ دل کی طرح پالا تھا  
 وہیں پیغامِ قضا کا آسا  
 ہائے کرتے تھے یہ ورو کیا  
 حال میں اُسکی ہوئی تھی شادی  
 نامِ مہتابِ نسا بیگم تھا  
 نیکِ خصلت ہی تھی و نیکِ صفا  
 حق سے ملنے کی دعا کرتی تھی  
 خاتمہِ خیر سے ہو یا اللہ  
 حق سے ملنے کا تھا ارمانِ دِلین

یون تو جینے کو جیا کرتی تھی  
 حق سے آنے جو دعا کی بیہم  
 جب پیامِ اجل آیا اوسکو  
 خوش ہوئی رنج و الم بھول گئی  
 دیکھا پہر اپنے نہ بیگانوں کو  
 بیا رحمت کا سہارا اوسنے  
 جب نظر سوئے خدا کرے  
 کلمہ صدقِ زبان سے کہنا  
 اللہ اللہ کی آواز ہوئی،  
 کر دیا ترکِ اشارہ گل سے  
 غنچہ پر مُردہ ہوا گل ہو کر

دل سے مرنے پہ تھی تھی  
 اگیا جوشِ مینِ دریا بحرِ کرم  
 شکر کرتے ہوئے پایا اوسکو  
 مثلِ گلِ غنچہ دھن بھول گئی  
 چھوڑا اوس شمع نے پڑاؤ کو  
 کیا دنیا سے کنار اوس نے  
 اللہ اللہ کا دم پہرنے لگی  
 محو دیدارِ خدا میں رہنا  
 طائرِ روح کی پرواز ہوئی  
 کیا بلبِل نے کنارہ گل سے  
 گل کی بو آگئی بلبِل ہو کر

ہا ہی چہو ز قفسِ تن اپنا  
 گئی اس طرح سے فرد و کی راہ  
 موت کو جو کوئی سمجھے معراج  
 شوزِ نالہ تھا ہر اک کے لبِ  
 جب خزانِ گل کو ہوا دیتی ہے  
 گل و بلبل میں ہاراز و نیاز  
 انقلابِ چمنِ دھڑ ہوا  
 گل یہ پروا نے فدا تھے جا کر  
 گل نے پہاڑا تھا گریبان اپنا  
 تھی نہ بلبل کو تنہا گل کی  
 جب نسیمِ سحری آتی تھی

کیا طوبیٰ ہے پشیمن اپنا  
 ہو گیا خاتمہ انا لہ  
 ہو میسا سے ہی اسکا نہ علاج  
 مثلِ گلِ نکرے ہو سب کے جگر  
 دل کو بلبل کے جلا دیتی ہے  
 ایک کا ایک تھا باہم دمساز  
 کچھ عجب طرح کا صدمہ دیکھا  
 شمع پر جلتے تھے بلبل آ کر  
 نکرے نکرے کیا دامان اپنا  
 نہ محبت وہ گل و بلبل کی  
 باغ سے بچکے چلی جاتی تھی

طایرِ باغ ہی چلاتے تھے	انسو شبنم کے پُک جاتے تھے
بُلبلین لوٹ گئیں خار وچ	گل سمجھ کر گرین انکار وں پر
گرے پُرتی تھی نسیمِ سحری	غم کے دریا میں گل نیلوفر
لڑکھڑاتے ہوئی پہرتی تھی صبا	پاؤں جمنا تھا نہ ہرگز اوس کا
لٹ گئی کیا چمنستان کی بہا	اڑ گئی شمعِ سبستان کی بہا

### بیانِ ہزارِ رمی والدہ معنورہ

جوسیٹھا اوسے بن جو کمال	اوسکے مادر کا سناؤں حوال
اوس جو امنرگ کو سوتے پایا	حسرت و یاس کو روتے پایا
مان کے رونے سے ہوا خسرِ سیا	ہائے وہ شور قیامت کا تھا
حال و سِ غم کا نرالا دیکھا	رات دن کو تہ و بالا دیکھا
چہرہ کو آنسوؤں سے دھو دھو کر	بین کرنے لگی یوں زور و کر

مری پیاری مری جانی افسوس  
 عمر اٹھا رہے برس کی پائی  
 عمر پائی ہی تو اتنی پائی ماہ  
 ہائے ملنے کی نہ فرصت پائی  
 بات کرتے میں مری جانی  
 ہائے یخون جگر پتی ہون  
 ہے یہ عبرت کی جگہ کس سے کہوں  
 اب بغل میں وہ گل اندام کہاں  
 کیا ہوا ہائے مراختِ جگر  
 کیا ہوا ہائے گلِ رعنائی  
 ہائے آرام کیا خواب گیا

ہائے یہ تیری جوانی افسوس  
 مر گئی ہائے مری شیدائی  
 موت کو لیکے جوانی آئی ماہ  
 موت آئی ہی تو یوقت آئی  
 روح نخلی ہے کس آسانی سے  
 ہائے تو مر گئی میں جیتی ہوں  
 وہ رہے گورین گھنسرین  
 دل بیتاب کو آرام کہاں  
 کیا ہوا ہائے مراؤ نظر  
 کیا ہوا ہائے مارشیدائی  
 جب سے وہ ابرین مہتاب گیا

اب کھان دیکھنے پاؤں کی تجھے	اب کھان ڈھونڈنی جاؤں گی تجھے
ہائے کیا اسلئے پالاتا تھا تجھے	کہ نصیب میں نہپا ایگی مجھے
میرا آباد نہ کاشا نہ کیا	دل کو ویرانہ سا ویرانہ کیا
اب نظر آئیگی پھر تو نہ مجھے	خوب سا دیکھوں جی بہر کے تجھے

بعد وفات کے کھلی بچانا مرحومہ کی آنکھوں کا اور  
آہ وزاری کرنا مان کا خود بخود بند ہو جانا آنکھوں کا

اوس کو دیکھا تو یہ حالت دیکھی	رگبتی تھیں ہلی آنکھیں اوس کی
پتلیاں سوئے خد تھیں اُسکی	انگلیاں قبلہ نما تھیں اُسکی
دل کو صاف آئینہ آئین دیکھا	ویدون کو دیدہ حق بین دیکھا
وہ نظیرس کی حسرت کی نگاہ	انگلیاں دنون شہادت کی گواہ
خشک تھا چشمہ چشم پر آب	دھیلے آنکھوں کے تھے دریا کجا

لب تھے خاموش تو بحس اکہنیں  
 نرگس دیدون کے صد تیرے  
 تنکے حسرت ہو صورت میری  
 واری بیدار نہیں ہوتی ہو  
 چشم و اہی مہ تابندہ نکر  
 کیون چپکتی ہیں یہ یلکین ہر بار  
 اسی دہن چاہئے ہے شرم حجاب  
 ہوگی یہ بات نہ دنیا کو پسند  
 بند انگہون کو جو ہوتے دیکھا  
 گہرین ماتم کا عجب جوش ہوا  
 کوئی انگہون کے تصدق ہوتی

تھا دہن غنچہ تو نرگس اکہنیں  
 صدقی تیرے گلِ خندان میرے  
 دیکھوں کن انگہون سے اکہنیں تیری  
 اکہنیں کہو لے ہو مگر سوتی ہو  
 مجھ کو عالم میں ٹوٹا شہدہ نکر  
 تیرے صدقی تیری انگہون کے نشا  
 بند اکہنیں کرو دل ہے بیتاب  
 کہتے ہی ہو گئیں بس اکہنیں بند  
 سب نے اکبار کہا صلّ علی  
 جس نے دیکھا او سے بیہوش ہوا  
 کوئی لے لے کے بلا میں روتی



کوئی کہتا تھا اسے غش آیا  
 مان یہ چٹائی کہ یہ زندہ ہے  
 منہ پہ سب قطرے پسینہ کہیں  
 نیند ایسی ہی کہیں ہوتی ہے  
 میں تصدق گئی آنکھیں کھولو  
 خواب ہے یا کہ یہ بیداری ہے  
 کچھ تسلی تو ہو غسواروں کو  
 صدقے ہوتی ہوں مجھے ہونے  
 غم نظر آنے لگا شادی میں  
 رہی دیدار کی حسرت مجھ کو  
 تو سلامت مری جاتی ہوتی

صنف سے صدمہ یہ دل نے پایا  
 چہرہ اس ماہ کا تابندہ ہے  
 سارے آثار یہ جینے کے ہیں  
 واری تم اُٹھو کہ مان ورتی ہے  
 اسے مرنید کے ماتے بولو  
 ہائے غفلت ہے کہ شکاری ہے  
 اک نظر دیکھ لے بیاروں کو  
 تم ہو بیدار مجھے سونے دو  
 اب تو دیرانہ ہے آبادی میں  
 کہی جی بہر کے نہ بچا تجھ کو  
 تیری آئی مجھے آئی ہوتی

اب کوئی دم میں تو پہنے گی کفن	دیکھ لوں تجھ کو بن کر میں دہن
جب سنا مان سے فنا نہ غم کا	گہر میں اک شور ہوا ماتم کا
لوگ رُورُور کے لگے غس گھسا	گرد تہے شمع کے سب پروا
بعد مرنے کے بنایا جو بنی	یہ عروسی کہیں دیکھی نہ سنی

مرحومہ کو لباس عروسی پہنا مان کا اور میں کرنا

لا کے شاد کیا وہ شاہانہ لباس	اوس کو پہنایا عروسانہ لباس
ہاتھ اوس وقت جو آیا زیور	مان نے پہنایا اوسے رُورُور
جب لباس اوس کا ہوا زیب تن	نظر آنے لگی سب کو وہ دہن
حور نے حُلہ رحمت پہنا	حور نے نور کا خلعت پہنا
رخ سے نور اوس کا ہوا تابندہ	دیکھ کر چاند ہوا شرمندہ
زنگ کندن سادے مکتے دیکھا	رخ سے اک نور چمکتے دیکھا

دانت اک اک درِ خوش آب ہوا  
 رنگ اوس گل کا نہ سونلایا تھا  
 یوں ہا منہ پر پسنہ جم کے  
 رنگ لائی تھی وہ ہاتون پہ خا  
 واہ کیا نور کی پیشانی تھی  
 ایسے پر نور وہ رخسار تھے  
 منہ پہ افشان چنی عنخوارون نے  
 زیب و زینت سے بڑھی رکھی ضیا  
 ہو گیا نور دُوبالا اوس کا  
 سارا گہر نور کا کاشا نہ تھا  
 حق کی حرمت تھی مری جانی پر

جس نے دیکھا اوسے قیاب ہوا  
 پہل سا چہرہ نہ مہربان تھا  
 قطرہ شبنم کے ہوں گل پر جسے  
 سرخ تھے رنگِ حنا سے کفیا  
 وہی پیشانی جو پیشانی تھی  
 مصحفِ پاک کے دوپارے تھے  
 چاند کو گہر لیا تارون نے  
 خاک میں نور کا جلوہ دیکھا  
 جہا گیا گہر میں اوجالا اوس کا  
 جو تھا اوس شمع کا پروانہ تھا  
 نور تھا چہرہ نورانی پر

ہائے وہ درد سے مانکار ونا  
 موت کس عسمرین جانی کئی  
 رہ گئے سینوں میں دل ہل ہل کر  
 لاشہ سینہ سے لگا کر اوسکا  
 انہیں ہاتون سے بنائی تھی دہن  
 مجھے ہوتے ہیں چن اہوئے  
 شادی و عہد کو برابر لایا  
 واری جانے کا سر انجام کرو  
 یاد اللہ کے دربار میں ہے  
 حق سے وان خلعت و انعام ملے

درو دیوار سے آتی تھی صدا  
 ابھی پوری نہ جوانی آئی  
 خوب ساروئے گلے مل مل کر  
 ہائے اسوقت یہ مان کا کہنا  
 پہر انہیں ہاتون سے پہناؤں کفن  
 خوب جی بہر کے مجھے ہوئے  
 یہی آیا جو فلک کو آیا  
 بدلو پوشاک کو حمام کرو  
 تم کو جانا بڑی سکر میں ہے  
 عیش و راحت ملے آرام ملے

بیان غزل مسیت اور مان کا بین کرنا

تو نے جانا دلِ ناکام نہیں  
 آبِ رحمت سے اسے نکلایا  
 مہرِ چمکا کر آبِی میں  
 دیکھ کر رخ کی ضیا پانی میں  
 اوسکو نہلا کے کفن پہنایا  
 قطرے پانی کے تہو خسار و قح  
 تھا عرقِ لَفِ مَرخِ انور پر  
 تھا کفن سے یہ بجلی کا ظہور  
 منہ کفن میں جو چھپایا اوسکا  
 مہ و خورشید کا ایک جہاں ظہور  
 رنگِ خورشید کا سیما بی تھا

غسلِ میت ہے یہ جسمِ نہیں  
 آبِ ہی آبِ بقا پایا  
 چاند تھا چاندِ تہا بی میں  
 چاند ہی لوٹ گیا پانی میں  
 اور کفن کہول کے جب منہ نکھا  
 رہ گئے چاند پہ تارے جم کر  
 روئے کیا شامِ سحرِ ملِ ملکر  
 غلہ نور میں ہے گویا حور  
 نور پر نور کا جلوہ دیکھا  
 ضواءِ ہر اسکی اودھرا اوسکا نور  
 دھوپ کا رنگ ہی تہا بی تھا

کون سوقت ہین روتا ہوتا  
 مان نے تابوت میں اوسکو بچھا  
 کبھی تابوت کو صدقے ہوتی  
 بقراری سے نہ تھا مان کو قرا  
 کیا بیان ہو دلِ تیا ب کا حال  
 تھا کہی بین کہی نالہ و آہ  
 آہ افلاک سے جا ملتی تھی  
 ہو گیا خشر کا سامان برپا  
 کیا ہوا راج ڈولار امیر  
 کیا ہوا دل کا سہارا امیر  
 ہائے میرا جہنستان ہی کہاں

ابر ہی اشکوں سے منہ دھوتا تھا  
 آہ و نالہ سے کیا خشر بپا  
 کبھی لے لے کے بلائیں روتی  
 لاشیں ہوتی تھی ہر بار نشا  
 آگ پر جیسے ہو سیما ب کا مال  
 غم کا وہ جوش کہ اللہ کی پناہ  
 اسکے نالوں سے زمین ملتی تھی  
 مان نے اس درد سے یہ بین کیا  
 کیا ہوا آنکھ کا تارا امیر  
 کیا ہوا ہائے وہ پیا امیر  
 وہ مرا سر و خرا مان ہے کہاں

کس چمن میں ہے خرامانِ دُگل  
 کیا ہوا وہ چمنِ آرامیہ  
 امی نسیمِ سحری مجھ کو بتا  
 کیا ہوا گو دکا پالا میرا  
 کیا ہوا ہائے مرادِ رکمال  
 کیا ہوا وہ گلِ خندانِ میرا  
 کس چمن میں گیا ببلِ میرا  
 کیا ہوا ہائے دلارامِ مرا  
 مجھ کو یوں چہوڑ کے جانا کیسا  
 اب نہ خوش آگیا جینا لوگو  
 دل شکستہ ہوں میں جاؤنگی کہاں

دے پتا جلد مجھے اے بلبل  
 کیا ہوا وہ گلِ رغامیہ  
 کیا ہوا یوسفِ گم گشتہ مرا  
 کیا ہوا گھر کا اوجالا میرا  
 کیا ہوا سرِ گلستانِ جمال  
 لٹ گیا کیا چمنستانِ میرا  
 بنکے بو اڑ گیا کیا گلِ میرا  
 رہ گیا یہ دلِ ناکامِ مرا  
 اس بے دل کا جلانا کیسا  
 لٹ گیا دل کا خزینا لوگو  
 ایسے گم گشتہ کو پاؤنگی کہاں

باغ میں وہ گلِ شاداب نہیں  
 موت آئی تجھے لیجانے کو  
 میں نے دو داپنا پلایا تجھ کو  
 جانا اس طرح کا بیایا تجھ کو  
 بات کی بات میں منہ موڑ لیا  
 کیون مجھے بحر میں تڑپاتی ہو  
 میں نہ سنبھلی تھی کہ یوں جاؤ گے  
 دیکھ لوں میں تیری صورت کو ذرا  
 خیر کہنے کو تو اک بات ہی  
 تو کہاں اور تری بات کہاں  
 کیا ملاقات نہو گی تجھ سے

ابر میں چھپ گیا مہتاب کہیں  
 ہاے میں رگھئی غم کہاں نے کو  
 اپنے سینہ پہ لٹایا تجھ کو  
 میرا کچھ دھیان نہ آیا تجھ کو  
 مجھ کو رونے کیلئے چھوڑ دیا  
 رو بہ کر مجھ سے چلی جاتی ہو  
 کون آیا ہے جو تم آؤ گے  
 پھر میرے نہیں دیدار ترا  
 حشر پر تجھ سے ملاقات ہی  
 حشر تک تجھ سے ملاقات کہاں  
 کیا کہی بات نہو گی تجھ سے



مجھ کو ترساؤ گے تڑپاؤ گے  
 کچھ دلا سا مجھے دیتے جاؤ  
 کہاں جاتے ہو بتاؤ مجھ کو  
 صدقے میں خواب میں اٹھنا  
 صدقے آرزو نہ جاؤ گھر سے  
 صورت اکبار کہاتے جاؤ  
 راہ گم کردہ ہوں ٹکراتی ہوں  
 ایک دن اور مری جان رہو  
 قبر کو جا کے تم آباد کرو  
 پالنے کی یہ سزا تھی مینا  
 حق مرے دود کا دیتے جاؤ

ایسے جاتے ہوں نہ پہر تو گے  
 ساتھ اپنے مجھے لیتے جاؤ  
 کونسی جا ہے پتاؤ مجھ کو  
 صدقے میں ہوں نہ جانا پیار  
 صدقے افسردہ نہ جاؤ گھر سے  
 صدقے میں ہوں تو پیارے جاؤ  
 دھونڈ بھر تجھ کو نہیں پاتی ہوں  
 آج کی شب مرے مہمان رہو  
 خانہ دل مرا برباد کرو  
 کیا ہی مان کی خطا تھی مینا  
 میں عادی تھی ہوں لیتے جاؤ

مین تصدق گئی پیارے جاؤ	و کہ یہاں پائے وہاں سکھیاؤ
مجھ کو یوں چھوڑ کے جائیں گے	جاؤ تم میں نے خدا کو سوچا
اپنے خالق سے ملو شاد ہو	جاؤ جس جا رہو آباد رہو
الوداع ای جگر و جانِ طرب	الوداع ای مرے مہمانِ طرب
الوداع ای گلِ ریحانِ میرے	الوداع اے مہتابانِ میرے
الوداع اے مہرِ ارمانِ دل کے	الوداع اے مہرِ خواہانِ دل کے
الوداع اے مہرِ جانیوالے	الوداع اب سے زانیوالے

تابوتِ مرحومہ کا مکان سے جانا اور مانگنا پین کرنا

وہ سحرِ غم زدہ ہیبتِ آئی	رات آئی تو عجبات آئی
دن گہنا چلنے لگی غم کی نسیم	اور ٹی شب نے سیہ منہ پہ گلیم
ابرایا وہ اندھیری چھائی	لوگ چلائے قیامت آئی

نہہ نہ خورشید کے تہی شب کی نقاب  
 وہ اندمیری تہی کہ اللہ کی پیاء  
 موم کی طسچ پگلتی تہی شمع  
 غم سے تہا شمع کو سوزِ جگری  
 شمع کو غم نہین جل جائیگا  
 دہیان میں شمع تہی اڑ جائیگی  
 رات پر چپائے ہوئے حسرت  
 داغِ حسرت نمویدا دل میں  
 اسکے ماتم نے عجب جوں کیا  
 صورتیں دیکھ کے غمخواروں کی  
 جب وہ تابوت ہوا گھر سے روان

نہ وہ رنگت نہ وہ خوبی نہ وہ تاب  
 ہٹو کرین بلکون سے کہا تہی تنگا  
 جہل ملا تہی ہونی جلتی تہی شمع  
 شمع تہی مثلِ چراغِ نحری  
 عشق در پردہ ہے پروانیکا  
 پر لگے شمع کو پروانے کے  
 غم کی صورت وہیہ اسکا لباس  
 لیلیٰ شب تہی سیہ محل میں  
 رات نے دنگو سیہ پوش کیا  
 پہنکی شب نے قبا تار کی  
 شامیانہ ہوا رحمت کا عیان

کوئی ماتم کوئی کرتا نا لہ،  
 مشعلیں ہو گئیں ایسی روشن  
 گردِ اس ماہ کے ہالا دیکھا  
 کفِ افسوس لگے سب ملنے  
 غم میں سب اپنے تھے بیگائے  
 نیک آغاز ہوا نیک انجام  
 مان کے سر پر یہ قیامت آئی  
 جاتی ہے اب مری پیار مٹی ہو  
 یہ عروسی اسے کیا بہانی ہے  
 اہ کیسی ہے یہ زاری کیسی  
 چاند کا غم سوئے مدفن ہے

ماہ کے گرد تھا غم کا ہالہ  
 مہر کے گرد ہو جس طرح کرن  
 رات میں دن کا اوج لادیکھا  
 ساتھ مشعل کے لگے دل جلنے  
 ساتھ اوس شمع کے پڑتے تھے  
 شب کے پردہ میں گیا ماہ تمام  
 خاک پر لوٹ کے یوں چلائی  
 آؤ لوگو یہ سواری دیکھو  
 آج گھر اپنے دو لہن جاتی ہے  
 یہ عروسی یہ سواری کیسی  
 رات ہی فکری طرح روشن ہے

مین ہوں سو جان سے پیاری <sup>نثار</sup> کئے  
 ساتھ نالوں کے چلی غم کی برت  
 صبر و آرام مرا لے کے چلی  
 چاند سی شکل دکھا دے مجھ کو  
 ہائے مین گہنی روئے کیلئے  
 جلد کیا راہِ عدم جان گئے  
 میرے پیارے مرے جا بُو  
 اب کہاں جاؤ گے جانیو لے  
 رہِ فردوس کے جانیو لے  
 اسی مسافر ترا کن جا ہے مقام  
 ہائے وہ گو عز سیر بان <sup>نہیں</sup> کو

اس تجل کی سواری کے تشار  
 حشر کا دن ہے قیامت کی رت  
 داغِ حسرت کا بچھے دیکھے چلی  
 پھر کہاں دیکھو نگہ پیاری تجھ کو  
 تم چلے قبر میں سونے کیلئے  
 میرے عاشق مرے مہمان گئے  
 مان کہاں ہونڈ ہنسنے جا بے بُو  
 سونے جنگل کے بسا نیو لے  
 پھر کے دنیا میں نہ آئیو لے  
 اسی مسافر ترا کن جا ہے قیام  
 ہائے وہ شہرِ خوشان تو نہیں

تم جہاں جاؤ گے میں جان گئی  
 داغِ فرقت نہ دے جانا تھا  
 تم اکیلے ہی سدھارے بیٹا  
 کیا کہوں موت سے مجبوری ہے  
 ایسے سینے سے تو مرنا بہتر  
 دل ہے دل میں نہ ارمان ہے  
 ہتی دے عایہ مرا سر و آزاد  
 ہائے پہولانہ پہلا ایسا جلا  
 ساتھ ہی لی گئی جانی افسوس  
 مثلِ لالہ کے ہے دل پر مرغِ داغ  
 اسی صبا گل وہ ہکتا ہے کہاں

مان تصدق گئی تیراں گئی  
 ساتھ مجھ کو ہی لئے جانا تھا  
 خوش نہ آیا تمہیں کیا ساتھ مرا  
 کیا کروں تجھ سے مری وری ہے  
 ایسے رہنے سے گرز نہ بہتر  
 رہے قالب ہی تو یجان رہے  
 بارور ہو صفتِ نخلِ مراد  
 نہ ثمر کا نہ شجر کا ہے پتا  
 کوئی چوڑی نہ نشانی افسوس  
 لٹ گیا کیا مری امید کا باغ  
 میرا بلبل وہ چمکتا ہے کہاں

نچت باد بہاری ہے کہاں  
 اسی صبا جلد تبادے مجھ کو  
 کیا مرے گل کا وہاں ہے فن  
 غل پیوں کا ہے مور و کاکا ہر  
 تو تبادے مجھے صبا قضا  
 مگر کس جا ہے چمن ہے کس جا  
 میرے خوبی مرا نہاں ہے کہاں  
 جان بچین ہے دل ہے بیتاب  
 گم ہوا وہ دنیا یاب کہاں  
 میرا مہتاب ہے کس جا روشن  
 یاں کہی نوحہ کہی زاری تھی

میرے گھرو کی سواری ہے کہاں  
 دفن کس جا ہے تپا دے مجھ کو  
 بلبلین کرتی ہیں حسن جاشیوں  
 کیا مرے چاند پہ گرتے ہیں چلو  
 طائر دل مرا کیوں صید کیا  
 میرے بلبل کو کہاں سو نہا  
 میرا خورشید درختان ہے کہاں  
 کون سے ابر میں ہے وہ مہتاب  
 جلوہ افروز ہے مہتاب کہاں  
 کون سا برج ہے اوسکا مسکن  
 اور وہاں دفن کی تیاری تھی

پالا اٹھا رو برس تھا او کو  
 رنج دیتے ہیں مقرر فلاک  
 دل یہ تڑپا کہ لب گور ہوا  
 روئی اس طرح سے مان چلا کر  
 وہ تڑپ جانا کہی دل کی طرح  
 لب یہ تھا شور کہی ناسے تھے  
 کیا جدا مجھ سے وہ لب بند ہوا  
 اب کہاں پاؤں گی میں اور تنہا  
 ہاتھ سے اپنے تجھے کہو مٹی  
 قبر کی رات بہت ہے باری  
 بای کس ناز سے پالا میں نے

رکھ دیا تبس میں تنہا او کو  
 ہر یقین پہنچتی ہے خاک کو خاک  
 خسر برپا ہوا اک شور ہوا  
 خاک پر لوٹ گئی غش کہا کر  
 خاک پر لوٹنا بسمل کی طرح  
 پڑ گئے آہوں سے تنہا تھے  
 دل مرا خاک کا بیوند ہوا  
 گر گیا چاہ میں یوسف میرا  
 اپنی تقدیر کو میں دینی  
 تیرا حافظ ہے جناب باری  
 گور کی گود میں ڈالا میں نے



نو مینے کی نہی ہے یہ دلہن  
 دل میں رہتی تھی یہ ران کی طرح  
 ہونہ برباد بضاعت میری  
 جلوہ افسر و زہبان بیہ دلہن  
 اسکو غربت میں قضا لائی ہے  
 مجلس اہل عزت ابھی روئی  
 دین نازل ہوئی رحمت حق کی  
 قبر میں نور خدا کا تھا جلوہ  
 قبر کو نور سے روشن دیکھا  
 قبر سے نور درخشان دیکھا  
 قبر میں منہ جو کفن سے نکلا

گور تو اپنا اڑ رہا لے دامن  
 تو بھی رکھنا اسے ہمان کی طرح  
 رہے محفوظ امانت میری  
 قبر متاب سے ہوگی روشن  
 قبر ہے عالم تنہائی ہے  
 مان کے روئے یہ قضا ہی دہی  
 نور سے قبر منور دیکھی  
 قبر تھی رحمت حق سے معمور  
 قبر کو چاند کا مسکن دیکھا  
 قبر میں وہ مستتابان دیکھا  
 چاند تھا وہ کہ کہن سے نکلا

نور تھا چھڑ پڑا اسکے ایسا  
 منہ کفن سے جو نظر آتا تھا  
 تہی چمک نور کی رخسار وچ  
 حسن سے مہر ضیا پاتا تھا  
 اوسکو حیرت تہی عجب سکتا تھا  
 نور اوس مہ کا دو بالا دیکھا  
 ابر مہتاب سے جب دور ہوا  
 روز روشن ہوئی دیخو رکی را  
 خود بخود منہ سوئے قبلہ جوہرا  
 جس کا دل سوئے خدا رہتا ہر  
 بخدا نقل مکان کرتے ہیں

اوسکو حیرت ہوئی جسے دیکھا  
 نور آنکھوں میں چمک جاتا تھا  
 چاند تھے قبر کی دیوار وچ  
 چاند ہی دیکھ کے شرماتا تھا  
 چاند مہتاب کا منہ تخت تھا  
 چاند پر چاند کا ہالا دیکھا  
 چاندنی کھل کے عیان نور ہوا  
 دن نے پانی تہی عجب نور کی را  
 خود بخود منہ سوئے قبلہ کی طرف بھر جانا  
 جسے دیکھا یہ کہا صل علی  
 اوسکا منہ قبلہ نما رہتا ہر  
 کون کہتا ہے کہ وہ مرتے ہیں

نیک تہے کام ہوا نام نہی نیک  
 سو نپ کر قبر کا منہ بند کیا  
 قبر پر اہل عزت نے اگر  
 یوں تجلی تھی عیاں زیرِ ریزند  
 چاند اوس شب کا کہاں بالاتہا  
 بنکے اس ماہ کے غم کا ہالا  
 چہپ گیا ابرین وہ بدرِ کمال  
 اوس ہی پڑ گئی سیاروں پر  
 نور دیکھا نہ او جالا دیکھا  
 روئے اس درِ دروینو اے  
 مان یہ چلائی دوہائی لوگو

نیک آغاز کا انجام بھی نیک  
 چاند کو خاک کا پیوند کیا  
 فاتحہ پڑھ کے چڑھائی چادر  
 جس طرح شمع ہو فانوس میں بند  
 چاند پر ابر کا اک بالاتہا  
 چاند پہرے لگا بالا بالا  
 ماہ گہٹ گہٹ کے ہوا غم ہلا  
 مردنی چھائی رہی تاروں پر  
 خاک پر خاک کا ہالا دیکھا  
 چونک اُٹھے قبر کے سونہوالے  
 لٹ گئی میری کسائی لوگو

چرخ کے جو رجحانے لوٹا  
 خاک میں گویا بچھا  
 منگنی چاند سی صورت کیسی  
 شام کیسی یہ سویرا کیسا  
 دم نہ گھٹ جائے نکالو لوگو  
 چاند کو خاک میں کسے سپنا  
 یاد رکھنا اسے اچھریج کہن  
 ورنہ کل حشر کے دن پیشِ خدا  
 دل نہ میلا کرو مان تم نہ تیار  
 یہ ستم کب فلک پیر کا ہے  
 توجہ دانی سے مری ہونہ اوداس

ہے دوہائی قضا نے لوٹا  
 پردہ ابرین محتاب چھپا  
 ملگنی خاک میں صورت کیسی  
 چھپ گیا چاند نہ ہیرا کیسا  
 چاند پر خاک نہ ڈالو لوگو  
 کیون فلک تو نے بھی دیکھا ایسا  
 اس کا میلا نہواک تارِ کفن  
 ہاتھ میرا ترا دامن ہوگا  
 طبعِ نازک پہ نہ آجائے غبار  
 یہ لکھا کاتبِ تقدیر کا ہے  
 دفن میں ہونگی تری قبر کے پاس

بیٹھوں گی چھوڑ کے سب زیور  
 خاک پر خاک کا ہو گا بستر  
 بہا قی بیل کو ہے گل کی بو باں  
 میں تصدق گئی اک کلام کرو  
 حق تعالیٰ نے تجھے بخش دیا  
 باغ فردوس ہے راحت کیلئے  
 ہے خطا پوش وہ ستار ترا  
 تجھ کو خالق سے ملے نیک انعام  
 تھا وہ آغاز یہ انجم کی جا  
 رہیں دنیا میں نکو نام سے تم  
 مثل مہتاب کے تابندہ رہے

قبر پر تیری مجاور بن کر  
 قبر ہو گی تری اور میرا سر  
 کیونچ پروانہ رہے شمع کے پاس  
 رات کے جاگے ہو آرام کرو  
 قبر میں آئیگی حنبت کی ہوا  
 حور و غلمان تری خدمت کیلئے  
 ہے عطا پاش وہ غفار ترا  
 رحمت اللہ کی نازل ہو مدام  
 قبر ہے راحت و آرام کی جا  
 سو رہو قبر میں آرام سے تم  
 خشت تک نام ترا زندہ رہے

شکر صد شکر ہوا فضلِ خدا	خاک کے ذرے کو خوشید کیا
نام خالق کرے روشن جبکا	خاک ڈالے سے کہیں چاند چھپا

خواب میں دیکھنا مادرِ ویدر کا مرحومہ کو ایک ہی  
شب میں اور باہمی سوال و جواب

قدرتِ حق کا عجب حال سنو	اہلِ دل خواب کا احوال سنو
اوسکی حرمت کا بیان ہے سمین	ما تم مرگِ جوان سے اسمین
سامعین غصہ کر میں یہی خطا	جو سنائے منے جو دیکھا کہتا
مجھ سے اتنا ہوا اے قدرِ ثنا	نور کا نور کو پہنایا لباس
یہ خطا وار سرِ افگندہ ہے	پاک عصیان سے کہاں بندہ ہے
دوستو یہ مری غنچہ زاری ہے	دُہانِ غما عیب کا ستاری ہے
کسلنے فکر ہے کیوں دل ہے ڈوبا	خواب کو سمجھنے کے بغیر شناس

رازِ دل اپنا عیان کرنا ہوں  
 ہے عجب خواب یہ حیرت افزا  
 اُسکی مادر نے جو دیکھا روبا  
 صبح سے دل مراقبہ ہوا  
 نیند سے آنکھ جو بھپکی تو ذرا  
 کیا کہوں آنکھوں نے کیا کیا دیکھا  
 جلوۂ عالم امکان دیکھا  
 مہ و خورشید و فلک ستار  
 کرسی و لوح و قلم عرشِ علی  
 جلوۂ نور تجلے دیکھا  
 سب میں اک نور خدا کا دیکھا

خواب کا حال بیان کرنا ہوں  
 خواب ایسا کہیں دیکھا نہ سنا  
 خواب اُسی شب وہی منے دیکھا  
 شب ہوئی سو رہا اک خواب ہوا  
 نور آنکھوں میں چمکتے دیکھا  
 اوسکی قدرت کا تماشا دیکھا  
 حورِ بہی دیکھی غلغان دیکھا  
 خلد و نر و سن و ملائک سار  
 جنت و کوثر و طوبے دیکھا  
 فرش سے عرشِ معلے دیکھا  
 دیکھنا تھا جسے دیکھا دیکھا

اک مکان خواب میں سینے دیکھا  
 رنگ نگاری و اخضر اوسکا  
 عرش تک فرش سے تھا نور بان  
 تھا عجب اوس میں تجلی کا جلوہ  
 جلوہ افرا تھا جہانِ وہ تھا  
 اوس مکان میں سے نئے دیکھا  
 کچھ عجب نور کی صورت دیکھی  
 دیکھتا رہ گیا پشانی کو  
 حلقہ سبز تھا اور سبز نقاب  
 برین تھی نور کی اک سبز قبا  
 تاج تھا نور کا سر پر والہ

قصرِ خبت کہو اُن س کو تو بجا  
 یا مکان صاف نہ مرد کا تھا  
 ہر شجر تھا شجرِ طور وہاں  
 کہ نظر آنے لگا نور ہی نور  
 وہ چمک نور کی وہ آبِ قباب  
 تھی وہ اک نور کی پتلی گویا  
 میں نے اللہ کی قدرت دیکھی  
 اور اوس چہرہ نورانی کو  
 دیکھنے کی نہ رہی مجھ کو تاب  
 سبز پردے میں تھا وہ چاند چہیا  
 ماہ کے سر پہ تھی خورشید کلا



چاند اوس نور سے شرماتا تھا  
 زینتِ نور تھا اوس کا چہرہ  
 مین نے یہ پوچھا کہ اے جانِ  
 طائرِ روح کا کس جا ہے قیام  
 اشیانِ کنگرہ عرش پہ ہے  
 خلد کا ہے کہ ارم کا گلشن  
 کس چین کی تو ہوا کہاتی ہے  
 یا کسی حور کی تحویل میں ہے  
 تو بتا دے مجھے اے پیارا  
 یا ملک ہو کہ کوئی حور ہے تو  
 ہے تجلی سے تری گہر معرور

آفتابِ برین چپ جاتا تھا  
 غیرتِ حور تھا اوس کا چہرہ  
 کون سی جا ہے ترابِ مسکن  
 باغِ خستہ ہے کہ طوبیٰ ہے مقام  
 یا نشیمنِ ترا اس فرش پہ ہے  
 کونسا ہے ترے نیچے کا چین  
 بوئے گل کوئی خوش آتی ہے  
 یا کسی نور کی قندیل میں ہے  
 کیا ترا عرش پہ ہے گہوارا  
 یا ہے غلمان کہ جو پر نور ہے تو  
 جلوۂ نور ہے یا شعلہِ معلور

تیرا کوثر یہ گزر ہے کہ نہیں	اور نہ دوس میں گہر ہے کہ نہیں
تو مرا تنکِ قرہ ہے کہ نہیں	تو مرا تختِ جگر ہے کہ نہیں
کون ہو نہیں یہ خبر کہ نہیں	بہکویا داسے گل تر ہے کہ نہیں
تو بتا دے مجھے از بہرِ خدا	بہکویا کس بات پہ حق نے بخشا
کونسی تو نے سخاوت کی تھی	کونسی تو نے عبادت کی تھی
فصل سے حق نے کیا تجھ کو	ہو گیا خاک کا ذرہ خورشید

مان کا بیتابی دل بیان کرنا اور چوایہ نام جوڑنا

مجھ سے کچھ بات نہونے پایا	اور کی مان و سنے لگی چلائی
زہا صبر کا یارا اوس کو	نام لے لے کے پچارا اوس کو
تجھ پر آتی ہے محبت پیاری	تو بتا نام میں صد تے واری
وہی صورت وہی سیرت وہی خو	وہی گل ہے وہی رنگت وہی بو

مین تصدق ترے میری جانی  
 عمر جاوید خدا نے بخشی،  
 نام اچھا مرے دل بند کیا  
 کون لایا مری جانی تجھ کو  
 چہرہ کرمان کو کہاں بیکہ پیائے  
 مین تصدق ترے اس آئے  
 اب تجھے نام خدا ہوش آیا  
 میرا گھر تم کو نہ بھایا بیٹا  
 گھر سے بہا یا تھیں پیارے جنگل  
 خیر آؤ کہ نہ آؤ بیٹا،  
 ہائے وہ حسرت و ارمٰن تیرے

بعد مرنے کے بھی احتیاجی  
 ملگنی تجھ کو حیاتِ ابدی  
 اپنے خالق کو رضا مند کیا  
 سیر کیا حلد کی بہانی تجھ کو  
 تم کئی دن کے گئے آج ہے  
 بخت اب کھل گئے ویرانے  
 موت کا خوب بھانپ لیا  
 تنے جنگل کو بایا بیٹا  
 خوب جنگل میں منایا منگل  
 دل کو دکھیا کے دکھاؤ بیٹا  
 خاک میں مل گئے سب یاں تیرے

میری حسرت مری ارمان بھری  
 صورت آنکھوں میں ہے جانی تیری  
 غیرتِ حور مری رشکِ پری  
 چال تیسری نہ چلن پاتی ہوں  
 پہر کہا دیکھ تو دل کو میرے  
 تو جہان سے لئے ارمان گئے  
 صبر و آرام مرا لے کے گئی  
 داغِ حسرت مرے دل سے چھو  
 اب نہ کہاتی ہوں نہ میں پتی ہوں  
 خونِ دل پتی ہوں غم کہاتی ہوں  
 بس یہ کہا نا ہے یہ پنا میرا

پہرتی ہے آنکھوں میں تصویر تیری  
 یاد آتی ہے جوانی تیری  
 وہ ترا حسنِ تری جلوہ گری  
 ہر قدم ٹھوکرین میں کہاتی ہوں  
 میں تصدق ترے صد تیرے  
 تیرے صد گئی و تیرا بن گئی  
 درد و غم رنج و الم دیکھی گئی  
 غم کی لذت مر دل سے پوچھو  
 نام لے لے کے ترا جیتی ہوں  
 لے ترے سر کی قسم کہاتی ہوں  
 اب تو مر مر کے ہے جینا میرا

شام ہوتی ہے سحر ہوتی ہے  
 آتشِ غم سے پہنا کرتی ہوں  
 دن سہ کتنا نہ گہری گہتی ہے  
 دن جو آیا تو قیامت آئی  
 تو نہ آتی ہے نہ موت آتی ہے  
 موت آجائے تو غم چھٹ جاوے  
 جان کجخت یہ جاتی ہی نہیں  
 تیری الفت کا ہے آزار مجھے  
 اب کبھی تو نے ہنسیا مجھ کو  
 زندگی تک نہ الم جا بیگا  
 حسرت و رنج و غم دردِ عالم

نہیں معلوم کدھر ہوتی ہے  
 رات دن سہ کو دہنا کرتی ہوں  
 رات کاٹے سے نہیں کٹتی ہوں  
 رات آئی تو مصیبت آئی  
 عمر حسرت میں گہنی جاتی ہے  
 تو جو مل جائے ستم سے چھٹ جاوے  
 موت کیا مر گئی آتی ہی نہیں  
 کر دیا جان سے بیزار مجھے  
 جو ترے غم نے رولایا مجھ کو  
 ساتھ دم کے ترا غم جا بیگا  
 سب ترا کرتے ہیں باہم ماتم

چوڑ کر کس کے سہارے بیٹا  
 دھونڈتی پھرتی ہوں ٹکراتی ہوں  
 لوٹتی ہوں میں کہی حناؤں  
 دل میں کچھ عجب خوف ہے کہ نہیں  
 میرے گھر آئے تھے دکھ دینیکو  
 خاک میں مادرِ دلیہ ملی  
 تم رہو خلد کے گلزارِ وین  
 باغِ جنت جو ملا پہول گئے  
 یہ بھی کچھ طرزِ وفاداری ہے  
 مجھ سے آرزو ہے جانی میری  
 خان جاتی ہے نہ غم جاتا ہے

سوئے فردوس سدا ہارنے بیٹا  
 نور آنکھوں میں نہیں پاتی ہوں  
 لوٹتی ہوں کہی انگاروں پر  
 یاد اے ماہِ لقاب ہے کہ نہیں  
 صبر و آرام مرا لینے کو  
 اور تھیں جسد کی جاگیر ملی  
 میں بیابان کے رہو خار وین  
 تم مجھے اے گل تر پہول گئے  
 بات کر نہیں ہی دشواری ہے  
 گئی برباد کمانی میری  
 کیا کروں صبر نہیں آتا ہے

دل پہ اب جسے کرونگی بیٹا	خیر اب صبر کرونگی بیٹا
سوگ میرا نہیں بھاتا تمکو	رحم مجھ پر نہیں آتا تمکو
زخمِ دل غم سے مڑا آہے	تھکواٹھسا رہ برس پالا ہے
دل کو بس غم ہے تو تیرا غم ہے	تو ہی مہتابِ نسا بیگم ہے

### جواب دینا مرحومہ کا مان کو

جب سنی مان سے یہ اُسے گفتا	بولی وہ اے مری مادرِ سخا
حق کی رحمت ہو ہمیشہ تجھ پر	فضل خالق کا رہے اہلہ پھر
جان تو کس کے لئے کہوتی ہے	کس کا غم کرتی ہے کیوں دیتی ہے
خواب سا ہے مجھے دنیا کا حیا	نہ پدر کا ہے نہ مادر کا ملال
کہان اٹھارہ برس نیک عمل	جھکو گزرے وہاں اٹھارہ پل
نام سے اب مجھ کو کچھ کام نہیں	اس جہان میں مرا کچھ نام نہیں

وعدہ حق سے پہانا کیسا  
 ہو گئے بند ملاقات کے باب  
 کس طرف دھیان ہے مادرِ پیرا  
 قیدِ ہستی سے چھٹی خوب ہوا  
 تو نے اس مڑ کو چپا لیا  
 بات منہ سے جو نکلا ہے ابھی  
 او کچھ رنگِ زمانہ ہو جائے  
 بے سبب کیون مرا غم کر گئے  
 کھلے روتی ہے مادرِ مجھ پر  
 جنے کی توبہ و بخشا ہی گیا  
 یوں تو الفت ہے مقرر مان کی

پہر حجابِ ان میں مرا آنا کیسا  
 درمیان آگئے ہیں لاکھ جاب  
 اور عالم ہے یہ عالم میرا  
 جلد دنیا سے اُٹھی خوب ہوا  
 جینا کیا چیز ہے مرجانا کیا  
 رنگِ دنیا کا بد بجائے ابھی  
 موت کا سب کو پہانہ ہو جائے  
 اُن پہ رو جینے پہ جو مر گئے  
 توبہ کر اپنے لئے توبہ کر  
 دیکھلے وہ درِ توبہ ہے کھلا  
 ہے محبت اُسے نثرِ مان کی



ہو مبارک مری مادر تجھ کو | میرے اللہ نے بخشہ مجھ کو

پھر باپ کے طرف متوجہ ہو کر بیان کرنا حالتِ  
قبر و منسرت و حقیقتِ دوزخ و جنت

<p>لکھے یہ میرے طرف منہ جو کیا دیکھ کر نور کے شعلہ کی دمک برق تھا حسن کا جلوہ کیا تھا بادب سے کو جھکا کر یہ کہا تم مجھے مردہ نہ بناؤ صلا ہو رہا ہے یہ مجھے حکم خدا سب سامان مری راحت کیلئے مجھے کہنے لگی وہ ماہ لقا</p>	<p>کیا کہوں حال میں اپنے دل کا کو نہ کر رہی تجلی سی چمک وہ تجلی تھی کہ غش آتا تھا عرض ہے آپ سے میری بابا مجھ کو اللہ نے زندہ رکھا جلد جا جلد ابھی کتبہ کو جا آپ سے آئی ہوں رخصت کیلئے کیا عجب دیکھتے ہو حال مرا</p>
---	---

حق سے کیا کیا نہیں بیان پائے  
 رحم مہیہ کیا غفاری کی  
 ہو گئے سب معصیانِ ایل  
 مغفرت میری خدا داد ہوئی  
 موت کا روز ہے جو روزِ نجات  
 جب مجھے قبر میں تم نے کیا  
 حال سے اُسکے خدا ہے گاہ  
 کہیں کچھ مجھ کو صفِ لائی تھی  
 کوئی حسرت کے سوا آتشِ پائ  
 ذائقہ موت کا ہر دم لب پر  
 وہ بھی اس قبور کا کہہ پائے

وانگے بگڑے یہاں نبھائے  
 مرے تار نے تار کی  
 کر دے حق نے گنہگار  
 نارد و فتح سے میں آزاد ہوئی  
 قبر کی رات ہے معراج کی رات  
 سب چلے چھوڑ کے جھکوتہا  
 گور کی رات وہ خالق کی پناہ  
 میں تھی اور قبر تھی تنہائی تھی  
 خوفِ وہ یاسِ وہ دہشتِ وہ ہراس  
 اونکیسیرین کی پرش کا خطر  
 یا خدا موت کو موت آگہین

لاکے یاں چوڑ دیا ہاتھ مرا  
 کوئی مونس نہ تھا غمخوار تھا  
 دورانِ باپ سے ہیٹا رہی  
 دو فرستوں نے یہ آکر پوچھا  
 کس پہ نازل ہوا قرآن کیا ہے  
 کہو لکر دوزخ و جنت کے در  
 نور دیکھا کہی ظلمت دیکھی  
 بوئے جنت مجھ خوش آتی تھی  
 آہ تھی لب پہ کہی نالہ تھا  
 خوف سے دل جو ہم آغوش ہوا  
 راہِ دوزخ سے مجھے پہیر لیا

موت نے بھی نہ دیا ساتھ مرا  
 جز خدا کوئی مددگار نہ تھا  
 ساتھ اللہ کی اک ذات ہی  
 ہے خدا کون بنی کون ترا  
 دین کیا ہے ترا ایمان کیا ہے  
 مجھ سے جہنما کے کہا دیکھ دہر  
 قہر دیکھا کبھی رحمت دیکھی  
 نارِ دوزخ سے میں گہرائی تھی  
 دل مرا شعلہِ جوالہ تھا  
 حق کی رحمت کو وہاں جوش ہوا  
 اسکی رحمت نے مجھے گہیر لیا

آئی آواز نہ غم کہا میں ہوں  
 ایک بیک دل ہوا روشن سیر  
 کلمہ ہو گیا منہ سے جاری  
 نور سے قبر کو روشن پایا  
 پہر گیا نور سے سارا مدفن  
 قبر وہ جملہ عروسانہ بنی  
 ہو گیا قبر کا دامن گلشن  
 بحر رحمت نے جو کی طیانی  
 دیکھے جنت مجھے خرسید کیا  
 آب کوثر سے مجھے نہلایا  
 تاج وہ نور کا پایا سر پر

اسی مرے بند نہ گہرا میں ہوں  
 کلمہ پڑھ کے کیا شکر خدا  
 ہو گئی قبر منور ساری  
 غل ہوا شاخِ محشر آیا  
 بن گیا دشت وہ دشتِ امین  
 قبر وہ نور کا کاشانہ بنی  
 ہو گئی قبر وہ جنت کا حین  
 نور سے قبر ہوئی نورانی  
 درد و زخ کو وہیں بند کیا  
 خلعت نور مجھے پہنایا  
 ہو گیا سایہ طوبیٰ سر پر

جلوہ طور نظر آتا تھا  
 کبھی جنت کے اشارے تھے  
 کیا مہکتا تھا وہاں باغِ نعیم  
 وہ نسیمِ حمیری کا آنا،  
 بوئے خوش لیکے کہی آتی تھی  
 باغِ فردوس میں جانا اسکا  
 کبھی جنت کا پتا دیتی تھی  
 حورِ عنبر فون سے بلاتی تھیں مجھے  
 خلدِ فردوس میں گہریر بنی  
 واہ رے واہ تراختِ رسا  
 شکر کر ہو گیا انجامِ بخشیر

نور پر نور نظر آتا تھا  
 جلوہ فردوس دکھاتا تھا اوپر  
 جہوم کرا آتی تھی جنت سے نسیم  
 نہختِ خلدِ برین کا لانا  
 عطرینِ دلی ہوئی آتی تھی  
 وہ مہکتے ہوئے آنا اسکا  
 بوئے گل لکے دکھاتی تھی  
 میوے جنت دکھاتی تھیں مجھے  
 یہ ریاضت کے ثمر تھے ہین  
 دُوبکر تیرا ستارہ چمکا،  
 ہو مبارک تجھے فردوس کی

عیش ہی ملگیا راحت ہی ملی  
 ہو کے سب حور و ملک میرے تہ  
 اللہ اللہ کریم یزدانی  
 نور کا جوش و ہمت کا نور  
 شام راحت کی سحرِ فرحت کی  
 وہ فضا اور وہ بھارِ گلشن  
 نھر فردوس کا وہ لہانا  
 وہ درخون کا ہوا سے ہلنا  
 وہ شجرِ نور کے وہ سبز لباس  
 صحنِ گلشن میں گلوں کے انبا  
 کہیں لالہ کہیں نسیمِ سخن

خلد ہی ملگیا جنت ہی ملی  
 لیکے جنت میں گئے ہاتون ہاتہ  
 نور کی شام سحرِ نورانی  
 وہ خوشی دل پہ رہا راحت و ہر  
 اللہ اللہ وہ فضا جنت کی  
 وہ ہلکا ہوا خوشبو سے چین  
 ہنڈی ٹھنڈی ہو آکا نا  
 دو نون و قتون کا وہ باہم ملنا  
 بہینی بہینی وہ گلوں کی بوباس  
 ہے ہر اک گل میں عجیب نگاہ  
 وہ بہنِ غنچوں کی گل کا جو بن

پہول ہے سرخ توپتی ہے ہری  
 بات غنچوں نے عجب پائی ہے  
 جب ہوا غنچوں کو چہرہ جالی ہے  
 آتشیں گل ہیں چسپاں گلشن  
 قطرے شبنم کے ہیں گلکاریں  
 گل نے بوباس عجب پائی ہے  
 وہ ہمکتی ہے کہی گل ہو کر  
 آشیان نور کے اشجارِ نون  
 وہ سحر و روہ ہنکنا گل کا  
 دل میں بلبل کے وہ آزار ہیں  
 پہول پہول نہ سماتے تھے وہاں

اللہ اللہ سے صنعت تیری  
 دہن تنگ میں گویا بی ہے  
 بارک اللہ کی صدا آتی ہے  
 جائے فانوس گلون کے دمن  
 چاندہیں پردہ زنگاری میں  
 روح گل کنچ کے یہاں آتی ہے  
 روح گل پہرتی ہے بلبل ہو کر  
 پہول لالہ کے وہ متعارفین  
 جہو منا و جد میں ہر بلبل کا  
 گل کے پہلو میں کہیں خائین  
 لالے پڑاغ کا دیکھا نشان

گل ہنسے پُنجون نے منہم کہو لہ  
 وہ چمکتے ہوئے مرغانِ سحر  
 گل سے کہکشاں غشخارو نے  
 کہین بلبل کی خوش آوازی ہے  
 سارے گلشن کو لٹا دیتے ہیں  
 اونکے نغموں میں نئے معبود  
 وان کے سب طائر طراز جدا  
 پاؤں یا قوت کے پہراج کاہر  
 اور پہر اُس پہ خطوطِ زرین  
 واہ کیا صنعتیں رحمن کی ہیں  
 اُس کے دیدار کے سب جویا ہیں

خوش ہوئے مرغِ چمن بولدے  
 اڑتے ہیں خلد کے اندر ہر  
 پہول چُن لیتے ہیں منقاروں نے  
 کہین طاووس کی طنازی ہے  
 باغ کو سپر اُٹھاتے ہیں  
 صوتِ سرمد کہین لحنِ داؤد  
 نقشِ سوز جدا سا جدا  
 لعل کی چو بچ زمرہ کے پر  
 پر چمکتے ہیں مثالِ پروین  
 سینہ پر آتین قرآن کی ہیں  
 بات کرتے ہیں پر گویا ہیں



گزشتی کرے طائرِ نَفسِ  
 کبھی دنیا میں نہ کہا یا نہ سنا  
 وین ہوتا ہے نظر سے معدوم  
 جلوہ نورِ جنابِ معبود  
 ہے تجلی یہ تجلی کا ظہور  
 تھے ملائک کہیں غلمان کہیں  
 ڈالیاں پولی پہلی ملتے لگتے  
 اکہیں جن میوؤں پہ لچاتی ہیں  
 توڑ لیں ایک تو وہ چند بڑے  
 رنگ میں لعل سے خوش رنگ  
 کہیں کوثر ہے کہیں خنجر لہن

سامنے آتا ہے بریاں ہو کر  
 ذائقہ اوس کا نیا لطف نیا  
 کھکے اڑ جاتا ہے حی القیوم  
 عرشِ اعلیٰ وہ مقامِ محمود  
 نورِ پیر ہے بس نورِ یہ نور  
 آئے ہا توں میں لے جاؤں  
 حوریں جبک جبک گلے لگتے  
 ڈالیاں جہوم کے آجاتی ہیں  
 وان کا میوہ کبھی سو کھئے سہ  
 نھرین وہ نور کی وہ آبِ رواں  
 نور کی شمع ہر اک جا روشن

خوب سرسبز ہیں جنت کے چمن  
 حوریں لے لے کے سوائی ہیں  
 شکر خالق کا ادا کرتی ہیں  
 کرتی ہیں حمد و ثناء و غفا  
 ہے رکوع اور تسبیح و سجود  
 کہیں سر کہیں از و نیا  
 حسن پر اپنے وہ حور و نکوناز  
 سب کو حاصل ہے خدا کا دیا  
 کوئی موتی کا کوئی مرجان کا  
 شامیانہ کہیں مہتابی ہے  
 فرش ہے محل کا شانی کا

تر و تازہ ہیں گلون سے گلشن  
 روین سب بہر وضو آتی ہیں  
 روین سب ذکرِ خدا کرتی ہیں  
 کہیں تسبیح کہیں استغفار  
 ہے کہیں ذکر کہیں ورد و رود  
 حق سے واصل کوئی حق کا مسا  
 کہیں غلمان کے وہ ناز و انداز  
 پل میں ہوتی ہے تجلی سوا  
 ہر مکان نور کے ساچر میں ڈلا  
 ہے کہیں سرخ کہیں آبی ہے  
 ہے گمان تختِ سلیمانی کا

چاندنی قائم و سنجاب کی ہر  
 کہین مہتاب کسی جا پہ نجوم  
 کہین بلور کے قندیلوں کی  
 اور زینت ہوئی کاشا نوٹکی  
 مثلِ خورشیدِ جہان روشن ہے  
 سنگِ یزے نہیں پارتے  
 متک کی ہے کہین کی فور کی خاک  
 حالِ خبت کا عیان ہو کس سے  
 تیری رحمت تری قدرت کے نشا  
 میں کہی حکمِ خدا پاتی ہوں ،  
 سیر کو باغِ ارم کا گلشن

روشنی فرش پہ مہتاب کی ہر  
 شمع کی جا ہے ستاروں کا ہجوم  
 روشنی نور کے قندیلوں کی  
 روچین سب جمع ہیں پروانگی  
 نور سے سارا مکان روشن ہے  
 خاک کے ڈرے نہیں تارتے  
 نور کے سارے زمین و افلاک  
 اوسکی رحمت کا بیان ہو کس سے  
 میرے صانع ترمی صنعت کے نشا  
 خلد سے سیر کو آ جاتی ہوں  
 گھر ہے فردوس تو بخت ممکن

خلد کی روز ہوا کہاتی ہوں  
 حق سے کیا کیا نہ جراتی ہے  
 ہر سحر لاتی ہیں حوریں مرے پاس  
 صبح دم حکم خدا پاتی ہیں  
 بندہ مایوس نہو دل میں کہی  
 کر تو اللہ کی رحمت پہ نگاہ  
 تو نے جانا یہ فسانہ کیا ہے  
 کیا بیان مجھ سے ہوں اہلِ خدا  
 کس فصاحتِ حقیقت یہ کہی  
 حال اُسے جو گلے مل کے کہا  
 خواب سے مینے جو دیکھا اُبھر کر

نعمتیں روز نئی پاتی ہوں  
 آبِ ملتا ہے غذا ملتی ہے  
 گلے فردوس کے جنت کے کہا  
 حوریں رحمت کے طبق لاتی ہیں  
 بخت سے چاہے پل میں الہی  
 لا و بالی ہے خدا کی درگاہ  
 اسکی رحمت کا ہکانہ کیا ہے  
 ہے میرے مجھے دیدارِ خدا  
 وہ بلاغت وہ زبانِ عربی  
 پُر گئی نور کی آنکھوں پہ ردا  
 سارا خوشبو سے معطر تھا گھر

گہرا نور سے معمور ہوا  
 ہاتھ ملتا رہا اوس کو کہو کر  
 دیکھا اوس روح سے کیا کیا ظہور  
 دیکھا قرآن کی تلاوت کرتے  
 بار بار حمت باری دیکھی  
 دفن جب چاہو مری جاتی ہے  
 وان کے ذروں سے ستارے بنانے  
 بنگیا خارِ بیابان گلشن  
 اس زمین پر ہے خلد کی حمت  
 اس زمین میں یہ خزانِ زینیا  
 جسے دیکھا نہ ہو دیکھے اسکے

نور سے رشک دہ طور ہوا  
 گم ہوا نور کا جلوہ ہو کر  
 روز افزون ہوا خوشید کا نور  
 کبھی کبھ کی زیارت کرتے  
 اوسکی لوگوں نے سواری کیجی  
 خاک اس دشت کی نورانی ہے  
 حسن سے لگے جگمگ کو چاند  
 بنگیا دشتِ جنت کا چمن  
 اس چمن میں ہے بہارِ جنت  
 دفن اس جا پہ پائین تھی کسے  
 یان سے جاتے ہیں اوس کے

<p> برگ لاتا ہے تو برپا تا ہے  لیکے امید جو یاں آتا ہے  صبح جنت سے ہوا آتی ہے  قبر پہولون سے جو بن جاتی ہے  عود وغیر سے مہکتے دیکھا  یا نبی رسم خدا را سپر  رسم کرا سچ تو ای میرے خدا  نوز سے قبر منور کر دے  کون جائیگا ترا از و نیاز </p>	<p> پہول لاتا ہے شہر پاتا ہے  پیا سا دریا سے نہیں جاتا ہے  ساتھ وہ پہولون کی بولاتی ہے  عطر کی صاف مہک آتی ہے  قبر سے نور چمکتے دیکھا  ہے یہ امت میں ترخی خیر  بخندے تو اسے بندہ ہے ترا  قبر میں نور کا بستر کر دے  بخندے چاہئے نکتہ نواز </p>
---	--

ہدایت برا احباب و ہم خاتم کتاب

<p>دل مرا غم سے جو رنجور ہوا</p>	<p>قصہ لکھنے پہ میں مجبور ہوا</p>
----------------------------------	-----------------------------------

جب قلم اس پہ اُٹھایا مینے  
 پورا لکھنا نہ گیا رنج و محن  
 درد و رنج و الم و غم لکھا  
 دل میں ہے درد و غم و رنج و ہراس  
 نہ لکھو دوست تو قصہ غم کا  
 جب سے مینے یہ لکھا افسانا  
 فائدہ کیا دل مضطرب پایا  
 رہ گئے زخم جگر چیل چیل کے  
 بحرِ غم میں جسے گرتے دیکھا  
 بحرِ غم سے نہ ابھرتا دل کا  
 ہائے بے موت موادِ میرا

سو نیوا لو نکو جگایا مینے  
 غم رہا سینہ میں خرم خرم  
 اور لکھنا تھا بہت کم لکھا  
 کیا لکھے جسکے بجا ہونے حواس  
 جسے لکھا وہ کہیں کا ہوا  
 پھر کسی کام کا یہ دل نہ رہا  
 جی جلا جان علی غم کیا  
 پھوٹے بن بن کے پیو دل کے  
 پھر کہی او سکونہ تر تے دیکھا  
 دل سے میں مجھ سے گزرا لکا  
 زندہ درگور ہوا دل میرا

وہ جلے قلب و جگر مل کے

آتشِ ہجر سے جی جلتا ہے

شمع کی طرح جگتا ہے

غم نے کیا بہون کہا یا دل کو

اپنی ہستی سے گزر جاتا ہے

میرے اور دل کے ہنہم کرا

ایک دل لاکھ ہین غم کے پیے

دل یہ کس کس کی کرے غمخواری

مین نے پایا دل مضطر جیسا

دل تری چرب زبانی کتبک

دیکھ کر یہ مرے غم کا سینہ

اور بہرے کئے لگے شعلہ و کک

اور کلیجہ ہی کوئی ملتا ہے

جھکے ہو آتی ہے جلتا ہے دل

لاکھ دھونڈا نہیں پایا دل کو

نہیں معلوم کدھر جاتا ہے

مجھ سے دل اور میں دل بیکار

رو کے کس کس کو کہاں تک چیلے

ایک دل میں لفظانی ساری

دل خدا دے نہ کسی کو ایسا

بس تیرے غم کی کہانی کتبک

غم سے بس شوق ہے قلم کا سینہ



ہین یہ سوزشِ غم سے آئندہ  
 بس قلم روک لے کر غم کو سلا  
 غم سے منہ موڑ لیا ہے مینے  
 بخدا فخر سے سو بار کہوں  
 سب یہ رنگ نیا ہے کہ نہیں  
 سرمو سرق نہیں اس میں ذرا  
 سُن کے یہ ٹکڑے جگر ہوتا ہے  
 کوئی سچا نہیں نہ ریا دمری  
 یہ صلہ بھرِ خدا و مجھ کو  
 رسم کر مجھ پہ خداوندِ جلیل  
 اپنے عصیان سے گراں باری ہے

ٹپکے پڑتے ہیں قلم سے آئندہ  
 قصہ غم ہوا بس آج تم  
 بس قلم توڑ دیا ہے مینے  
 غم کے افسانہ کا موجد ہیں  
 یہ مرا فخر بجا ہے کہ نہیں  
 جو سنا میں نے جو دیکھا لکھا  
 سچے باتوں کا اثر ہوتا ہے  
 داد دین صاحبِ اولاد مری  
 فاتحہ پڑھ کے دعا و مجھ کو  
 تجھ سے شرمندہ یہ عبدِ ذلیل  
 تیری رحمت کی طلب گاری ہے

توبہ کر دیکھیں یہ خطہ کیا ہے	اوسکی رحمت کا بڑا دریا ہے
تیرے سجد میں سر افکندہ ہوں	تو خدا ہے میں ترابند ہوں

داور انجندہ داور کے گنے

کر گنہگار یہ رحمت کی گنہ

نت باخیر

تاریخ وفات مرحومہ عینی فرخشی مہتاب النسابی

یہ جوان مرگ کے ہر مرگ کا حال	قصہ غم والہ میں ہے سال
	۱۲ ۱۳

ولہ

کی ہے تاریخ یہ داور رقم	اسکا سبب عجب انداز غم
	۱۲ ۱۳

ولہ

حال رحلت میں لکھا قصہ غم	قصہ غم سہوڑا اور آٹم
	۱۲ ۱۳

	ولہ	
داوراب نیب قلم ہوتا ریخ	ناوک قصم ہوتا ریخ	
قطعہ تاریخ طبع ثنوی		
داور نے لکھا فاعلم	جب چاند ہوا زمین کا پیوند	
ہر قصم کے طبع کا سال	سور ۱۹ غم نوجوان لبند	

قطرہ تاریخ طبع ثنوی (قصہ غم) مصنفہ نواب داور الملک بھادر۔ ارطغرڈ

نواب فصیح الملک بیادریا دریا جہان میں نڈنا داغ صاحب

داور الملک نے لکھا کیا خوب

طبع کا سال داغ نے لکھا

رنج و خستہ ترین یہ الم نہا

کیا ہی اندوہنا غم نہا

قطرہ تاریخ طبع ثنوی (قصہ غم) مصنفہ نواب داور الملک بھادر۔ ارطغرڈ

طبع فرادعا بختیار اجہ راجا یان ہمارے کش پر شاد۔ شاد نواب ارالمہام مرکا

آصفی تیب حضرت آصف خدا اللہ ملکہ سلطنت

لکھی داور الملک نے ثنوی

ہوین انکی لڑکی جو انگرک ہا

یہ ہے ثنوی یا کہ ماتم ہا

ہوئی جب مجھے فکر تاریخ طبع

کہ پڑھنے سے جگے ہو دل چاک

اسکی ہے کر اس میں بس ہولناک

ہوا ماہ دو ہفتہ پیوند خاک

کہا دل نے مجھ سے غم دردناک

۱۳۱۹

ولہ

شہ درد کن چاہ اپن تنہوی	گلو تنہوی پر عزم داستان
جگر چاک از خواندش مردون	ہم سینہ کو بان و مو کی ن
سن طبع و ترتیب اس نغمہ	بجوشاد از - داغ درونہان

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ ختم تنہوی قصہ از طبع از جناب لطیف احمد صاحب

آخر خلف امیر مینای مرحوم

ہائے یہ رنج و الم کی داستان	تنہوی ہے یا قیامت کی شبیہ
سال ترتیب اسکا آخر نے لکھا	کچھ گئی آگ درد و حسرت کی شبیہ

قطعہ تاریخ طبع از طبع از جناب حفیظ الدین صاحب یاس حیدر آبادی

رنج و خستہ میں نیا قصہ	داور الملک بے در نے لکھا
طبع کی یاس نے لکھی تاریخ	یہ عجب نامہ عزم طبع ہوا

۱۹۱۳ھ

## ولہ

چو این نظم غم داور ملک سا  
مرتب بصد رنج و اشفتگی

رستم پاس تارنج طبعش نمود  
پیرا لام جان طبع شد تنوی

قطعه تارنج طبع از طغرا و جناب سید جلال الدین صاحب توفیق حیدر آباد

کیا ہی دلسوز تنوی لکھی ہا،  
میرے نواب نے خدا کی قسم

کیا عجب گرمی مضامین سے  
ہاتھ میں شمع سان جلا ہوا

گل مضمون کہلاتی جاتی ہے  
ہے زبان موجبہ سیم ارم

استقد صاف ہر کلام کہ بس  
صفحہ پر آئینہ کا ہے عالم

سرخ دستان سے ظاہر ہے  
خون چکان ہے یہ قصہ پریم

کاوش پس پیچ کی دلت  
اک جو امرگ کا ہے یہ ماتم

ہے یہ لپہ شرف و فکما  
اسکی ہر بیت ہے صف ماتم

مرگ پر کس کے رو رہے ہیں جن  
 دل گرفتہ ہر ایک دائرہ ہے  
 چل رہا ہے جگر پر آرزو سین  
 کاف نالان ہے اپنی مرکز سے  
 صبح غم ہے بیاض بین بطور  
 اسے فلک انقلاب ایسا ہی  
 وہ بے جو کہ مردہ کہلا ہے  
 ہو خوفِ لحد میں حیف و مأ  
 کیون نہ خامہ کی طرح شوق ہو با  
 کیون نہ و ما قد چرخ پیہ نہ ہو  
 اگر یہ صاد سے یہ ظاہر ہے

نقطوں میں سب تر تک کا عالم  
 صورت چین کیسے پر خم  
 بار غم سے میان ڈال ہے خم  
 سر پہ ٹھپا ہے تیر در دوالم  
 ہے سوا و مدا و شام الم  
 یہ بھی ظالم طریق ظلم و ستم  
 وہ مرے جو کہ ہو سیحادم  
 چاندنی خبا ہو غبار دم  
 گریبان ہوں حروف قصہ غم  
 قاف ہے اُسکا کوہ قاف الم  
 ہے سفید اسکا دیدہ پر خم

ق

ہاتے ہاتے ہاتے ہاتے کلام	پتے بین حروف سراپنا
سریہ تو ماسے کو درہ الم	نقطہ عین سے یہ ظاہر ہے
بار غم سے میان مال ہے خم	سرگرافی نے سر جکایا ہے
نالہ صورت ہے صریح قلم	خبر برپا ہے کس کے ماتم
کیا کروں ہاتے سال طبع قلم	الغرض کیا کہوں تیرے
جکا ہر حرف استان الم	جکا ہر لفظ دسترا ندوہ
آو وہ دگد از قصہ غم	کلمک پر درد نے کہا توفیق

تاریخ ختم ثنوی از توفیق صاحب

دل نے دکھلائے جلوہ زار شمس	ہوئی جب ختم ثنوی توفیق
کیسوی داستان مرگ عرو	نامہ نے شانہ بنکے بیکھا

قطعہ تاریخ وفات ہتالبا بیگم حوہ ز طبع زاد تیر صاحب فرستادہ



نواب نظام یا جنگ سام الملک

خان خانان بھادر

دلا ازیدہ عبرت بین اوضاعِ عالم

نزار شاخِ سبز افتاد و پیوندِ زر گشت

ہلالِ سالِ گلِ کد از تبتانِ غم آئی

کہ گلِ دارِ ہزارانِ لغ و بلبلِ خار صد ماتم

قمر از آسمانِ افتاد و رفت اندرِ خاکِ غم

ازین عالمِ فنا شدہ مہتابِ النسا بکیم

و ایضاً

گردِ نینخفِ قمرِ عفت و حیا

در چشمِ ما در ویدارِ زمرِ نو بین

نیز چرخِ چارمی آور و سالِ حال

در عینِ غفوانِ شبابِ و جمالِ آہ

گشتہ سیاهِ روز و شبِ ماہ و سالِ آہ

مہتابِ نیرِ خاکِ شد و کمالِ آہ

تاریخِ وفاتِ مہتابِ النسا بکیم مرحومہ دستِ رجا ب نوابِ قطابِ معلیٰ

القابِ نوابِ اور الملک بہادر دامِ اقبالہ و اجلالہ بجزا وید عیسیٰ رضا

## لکھنوی عابدی المختص میرنج

<p>داور الملک بہادر نے لکھنوی تثنوی</p> <p>مطالعہ مرقطع مکہ ہے نور کے شایع پہلی</p> <p>روزمرہ بھی قصا بھی بلاغت بھی</p> <p>گل و دلیں ہی ہیں اس غم میں شرم کا تم</p> <p>معہ مدوح میں میرنج زبان ہے قفا</p> <p>از روی جان کہی تاریخ تو ہائے کیا</p>	<p>جس کا مداح ہر اک عاقل و فزانہ ہے</p> <p>روح فردوسی خاقانی بھی پروانہ ہے</p> <p>ثنوی چکر یکا یک فرکا افسانہ ہے</p> <p>شع غم ہی کہیں خوش کہیں پروانہ ہے</p> <p>بس سلم روک لے سودا ہی دیوانہ ہے</p> <p>صد مہ رنج و غم و درد کا افسانہ</p>
---	---

<p>تاریخ طبع ثنوی از طبیر و جناب نواب اتمان الدولہ بہادر۔ دل</p>	
<p>دختر نوجوان کے ماتم میں</p> <p>داور الملک کی سہیہ تصنیف</p>	<p>ثنوی ہے یہ پر زرنج و الم</p> <p>سال ہے ۔ حال دل فسانہ غم</p>

قلندہ تاریخ ثنوی از طبیر و جناب نواب سید الدیوبہ اور سید ملید و انج صاحب

داور الملک میرے قید نے	خوب لکھا ہے اک فسانہ غم
دہلکئی ہے زبان فصاحتین	اور بلاغت میں یہی نہیں ہے کم
غم و حشر کا ہے یہ افسانہ	جنے اسکو سنا کیا ماتم
طبع کا سال یہ آسدے نکھا	چپ گیا لا جواب قصہ غم

ولہ

غم و رنج خستہ میں دُشمنوی	لکھی داور الملک نے مرزا
ہوئی فکر جب طبع کے سال کی	غم نور ویدہ - آسدے نکھا
قطعہ تاریخ طبع تنوی از طبع زاد جناب نواب مظفر یاد جنگ بہادر اشرف تلمیذ داغ ضا	داور الملک نے کیا ہے رقم
رنج خستہ میں ایک افسانہ	دیکھ اچھا چپ ہے قصہ غم
قطعہ تاریخ طبع تنوی از طبع زاد جناب نواب مظفر یاد جنگ بہادر مظہر	

داورالملک اسکے موجد میں جا

ثنوی قصہ نم ہے جدی

چپ گیا افسانہ غم کا بے بہا

طبع کی تاریخ مٹھنے لگی

قطعہ تاریخ طبع ثنوی من تصنیف میرا مدد علی صاحب - رزار

دما تقدیر نے صدمہ جانکا

داورالملک بھادور کو حیف

دوست سب کہتے ہیں انا لہ

راہی خلد ہوئی دخت نیک

قصہ نم ہو ہی حق ہے گو

ثنوی اپنے اس غم میں کہی

آج کیا قصہ نم دیکھا آہ

میں تاریخ یہ اسی رزار کہی

جو قسط اس دل کو سیہ کر دیا ہے

قطعہ تاریخ طبع ثنوی از طبع داود صاحب اکرم محلہ مبارک سرکار

گویا ذات غم کا یہ نوٹ لکھا ہے

زبانِ قلم سے عجب غم اٹھا ہے

عجب قصہ نم باسان لکھا ہے

نہیں ثنوی بل سراپا ہے اندو

یہ تاریخ داود بہت سہل تر ہے

عجب قصہ نم باسان لکھا ہے

قطعہ تاریخ طبع ثنوی از طبغزاد جناب محمد شرف الدین صاحب

آس فرزند جناب یاس صاحب

غم و نست میں داور الملک

لکھی ثنوی کیا ہی پرورد و آہ

کہا آس نے طبع کمال یون

چہا قصہ غم نیا آہ آہ

قطعہ تاریخ طبع ثنوی از طبغزاد جناب میر حسن علی صاحب صفہ

یہ داور الملک کی ہے تصنیف

یہ قصہ غم پر از من ہے

ہاتف نے کہا صفا سے کہہ

مربوب جہان ہوا - میں سن

قطعہ تاریخ طبع ثنوی از طبغزاد جناب حکیم نور محمد صاحب نور بہ نور علی نور

داور الملک میں ہے سخن و قصہ

قصہ غم کا نسخہ خوب کہا

لکھی چہنے کی نور نے تاریخ

آہ غم کا صفا یہ قصہ کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریباً مع قطعہ تاریخ از جناب محمد علی صاحب ملازم وقتہ رحمہما ہی سرکار عاقلے حیدر آباد  
التخلص فیہ صفت

یہ کتاب کوئی فسانہ خیالی ہے اور نہ صنوی حکایت عشق و عاشقی ہے بلکہ یہ ایک سنج و سالم واقعہ  
اور ہمارے چشم دید کامیاب واقعہ فوٹو ہے جسکو عالیجناب نواب اور الملک بہادر التخلص - و آور - مقرب  
استان مہلات نشان اعظم حضرت میر محبوب علی خان نظام الملک آصف جاہ سادس خرم ملک  
دکن مدظلہ العالی نے اپنے ذخیرہ نیک اختر کے واقعہ وفات حسرت آیات کے غم جاننا وین میں  
فرمایا ہے ۔

مختصر کیفیت اس ماحولہ غم کی یہ ہے کہ نواب صاحب مدوح کی ایک صاحبزادی سماء بہت نابالغ  
ساجدہ مرحومہ حسن سیرت اخلاق سے آراستہ اور اوصاف حمیدہ سے پیراستہ تھیں  
مرحومہ کی شادی نواب صاحب کے برادر زادے نواب منظر یار جنگ بہادر سے ہو کے  
کوئی نو مہینے کا عرصہ ہوا تھا کہ مرحومہ نے اس دنیا کو پائیدار سے اقبال فرمایا ۔

ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ ایسی عزیز و لایق لڑکی اور ایسی حالت نوعر و سی من مان باپ کو اپنی

جہانی کا غریب و نیاز تو اونکے دل کا کیا حال ہوا ہوگا۔

ایک مدت تک نواب صاحب ممدوح اپنے نوخرپشی کی یاد میں آہ و زاری کرتے رہتے  
بالآخر طبع موزون نے حسب حال اس مرحومہ کے اشعار کہنا شروع کر دیے جو فطرتی موزون  
مراجون کیلئے غم غلط کرنا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ چند روز میں ایک خاصی شنوی مرتب  
ہو گئی جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔

ہم نے نہ جان تک غور کیا اس شنوی کو اپنی طرز میں جدید یا کینو کن خیالی مضامین اور نقل و حکایت  
طور پر زبان اردو میں ہی میون شنویاں کہی گئی ہیں۔ لیکن اس طرز خاص یعنی غم انتقال و خیر  
میں اب تک کوئی شنوی ہمارے نظر سے نہیں گزری۔ بیشک نواب صاحب اس طریقہ  
کے موجد ہیں اور آیتہ جو لکھینگے آپ کے مقلد ہوں گے۔

نواب صاحب ممدوح کی دھرم جوہر کے روحانی حالات جیسے اکثر لوگوں نے دیکھا ہوگا  
۔۔۔ حوائف بیت اللہ شریف میں نظر آئیں۔ اور اپنے اوستانی وغیرہ کے خواب میں  
جو جو باتیں کین صبح میں وہ بے حد وقوع میں آئیں ان علامات مقبولیت کے نظر کرتے ہیں  
شنوی کے لکھے جائیں جو یہ مرحومہ کا ایک تصرف روحانی تصور کرنا چاہو گا کیا منہ کے بقا  
نامہ و نشان ہی مقبلان بارگاہ رب العزت کی نشانیوں سے ہے اور یہ بات  
بغیر فضل از دی و عنایات صدی نصیب نہیں ہوتی ہے رحمت حق ہمارے ہی جوید۔ کیجا۔

کی بات ہے دنیا کی تاریخ میں صد ہا مثالیں اس طرح کی موجود ہیں - تقریباً - تین  
 مرتبہ - اس خلاق عالم وقاد مطلق کی شان ہے جسکو چاہتا ہے دولت و عزت  
 و این سے سرفراز فرماتا ہے سے طاعت پہ ناز کام ہے مرد فضول کا ، خالق کو  
 اختیار ہے رد و قبول کا۔

اس واقعہ کا واقعی اور باطنی ہونا اسکی میاں خلی بیان سے خود ظاہر ہے اور چونکہ یہ  
 ایک بیان غم الم ہے اسلئے اس میں نواب صاحب نے مضامین و محاورات میں  
 برتاؤ اس عمدگی سے فرمایا ہے کہ جو حضرات اہل درد اسکو دیکھیں یا سنیں ممکن نہیں کہ انکو  
 آنسو نہ ٹپک جائے۔

روزمرہ اردو زبان نہایت فصیح و میاں خہ ہے حاصل اس ثنوی کی خوبی اسکے  
 دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے راقم نے تقریب طبع ایک تاریخ ذیل میں درج کی ہے

موسد اس قصہ الم کے بن	داور الملک داور اکرم
داستان غم و الم ہے یہ	سراسر اسکی ہے یا صاف ناظر
رنج و غم کا بیان طبرز جدید	اس میں دیکھا لگ خد کی قسم
کہاوا صاف نے طبع کا یہ سال	بے بدل ہے جدید قسم



تقریظ معتمد تاریخ قنوی از جناب غیاث الدین صاحب رآبادی

میری اس ناچیز تقریظ کو آرباب دانش بڑی وقت کے نظر سے ملاحظہ فرماوین کہ ہمارے  
 دیسی حکام ہی لیاقت و موزنیت میں اس قدر مواد رکھتے ہیں کہ بجز باہمی تجربہ کے کسی کو ظاہر  
 نہیں ہوتا جو اس وقت عالیجناب نواب داؤد الملک بہادر مقرب شاہ دکن سلطان زمین مظاہر اعلیٰ  
 نے زنجیر قسطنطنیہ فرمایا ہے یہ ایک نیا نقشہ باندھا گیا ہے اس قنوی کے  
 موجود نواب صاحب مغز ایک اچھی صورت میں ہوئے ہیں اور انکی زبان دانی اور  
 انکی موزنیت طبع و بلد خیالی و پرخندری بہت اعلیٰ درجہ پر ہے زبان دان دلی و کھنوسے  
 چہ کہ کم نہیں بلکہ نواب صاحب مدوح کا معاملہ نہیں۔

اس خاکسار کو اس وقت اس قدر کافی مہلت نہیں ملی اس گہرا ہی مضمون کو رشتہ نظم  
 میں شلک کیا جائے مگر تاہم جب ح صد ایک قطعہ تاریخ ذیل میں درج ہے

تاریخ

داؤد الملک نے جو قسطنطنیہ	قنوی کی مثال دی ترتیب
پوچھا تصنیف کا جو افسر سال	کہا ہاتھ سے عجیب و غریب
	۱۳۱۵ھ

تقریظ مع قطعہ تاریخ از جناب سید محمد تقی صاحب حیدر آبادی ،

گر پیسہ نو سالہ میر غیبی نیت      این ماتم سخت کہ گویند جو افراد

یہ اوس نوجوان پرست و ارمان کی یوفت محبت کا گذار قصہ ہے جسکے غم کے ہاتھوں نے مان

باب کے لوح دل سے حرف خوشی منادیا۔ اور یہ اوس نوجوان مرگ کی فات کا دلو کو

بھین کر نیا لایا تھا تو وہ ہے جسکے سوز و غم نے مان باب کے سینوں میں ایسی آتش خیم و اند

بہر گالی ہے جو کبھی طبع بچہ نہیں سکتی۔ افسوس۔ یہ اوس غمچہ ناگفتہ کی افسردگی کا فائدہ

جاننا ہے جو ابھی کھلنے نہ پایا تھا یہ پہول تو دو دن بہار جان سنرا دکھلا گئے :-

حیف ان غمچوں پہ ہے جو کھلے مر جا گئے

غرض یہ فتویٰ قصہ ہم ، جس میں نواب اور الملک بہادر مقرب بارگاہ کیون جناب ہلال

رکاب سلطان زمین شاہ و کن مذللہ العالی اپنے غم و الم کی سچی تصویر کشی ہے اور خون جگر

زنگ آمیزی کی ہے ایک نرالی طرز میں ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ نواب صاحب مدوح

اس خاص دلکش طرز کے موجد ہیں یہ وہ غمناک درد انگیز فتویٰ ہے کہ اس کے ہر حرف سے

غم ٹپک رہا ہے اسکی ہریت میں شکر کی غلش ہے ۔

نواب صاحب مدوح نے اس حسن سے اس سچے واقعہ اور رویا سے صادق کی تصویر کشی

کہ اسکا ہر حرف اسکی صداقت کی شہادت دیر ہا ہے اور اسکا ہر ایک پراثر لفظ اس کے

واقع ہو گیا گواہ ہے علاوہ واقعہ نگاری کے نواب صاحب مدوح نے سلاست زبان  
بندش الفاظ کا خاتمہ کر دیا ہے اور چستی مضمون صفائی زبان میں تسلیم تو رو دیا ہے یہ وہ قنوی  
جو فصاحت و بلاغت میں ظہیر نہیں رکھتی ہے ساختگی اور تراکت مضمون میں اپنا آپ ہی جواب ہے  
قطرہ تاج طبع قنوی

نواب جناب داؤد الملک	استاد سخن امیر عظم
دختر کی وفات کے بیان میں	لکھا انہوں نے قصہ عظم
یہ نغمہ ہے کہ قنوی ہے	ہر حرف ہے داستان مہم
سید نے کہا ہے سال تاریخ	دسوزیا ہے نامہ عظم

تاریخ ختم کتاب

دوست تو دوست اگر سن لکھی	نکڑے نکڑے ہو مگر دشمن کا
کہا سید حسن حسن کتاب	ہے نیا مالہ عظم دواہن کا

قرطیس تصنیف جناب میرزا میر علی صاحب مہذب اردو خوشنویس

سبحان اللہ کیا ہی قصہ عظم نواب داؤد الملک بیاد نے نظم کیا ہے۔ ہر مصرع قصید میں نچا سلاست میں ہوتا ہے  
محاورت چمکناہایت خوب زبان گوئی کی ہوئی شہرہ قدیم کو خوب الفاظ و دست اشعار چمکناہایت کی تعریف میں باقاصر  
اسکی تصنیف میں ہوا اس قدر ہو بدطرز کہ ہو گویا داؤد عظم کہو تو روٹا خط



آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

---

کتب  
 جامعہ کتب خانہ  
 ۱۔ دارالکتاب  
 ۲۔ مجلس تدریس  
 ۳۔ دارالکتاب  
 ۴۔ دارالکتاب  
 ۵۔ دارالکتاب  
 ۶۔ دارالکتاب  
 ۷۔ دارالکتاب  
 ۸۔ دارالکتاب  
 ۹۔ دارالکتاب  
 ۱۰۔ دارالکتاب  
 ۱۱۔ دارالکتاب  
 ۱۲۔ دارالکتاب  
 ۱۳۔ دارالکتاب  
 ۱۴۔ دارالکتاب  
 ۱۵۔ دارالکتاب  
 ۱۶۔ دارالکتاب  
 ۱۷۔ دارالکتاب  
 ۱۸۔ دارالکتاب  
 ۱۹۔ دارالکتاب  
 ۲۰۔ دارالکتاب  
 ۲۱۔ دارالکتاب  
 ۲۲۔ دارالکتاب  
 ۲۳۔ دارالکتاب  
 ۲۴۔ دارالکتاب  
 ۲۵۔ دارالکتاب  
 ۲۶۔ دارالکتاب  
 ۲۷۔ دارالکتاب  
 ۲۸۔ دارالکتاب  
 ۲۹۔ دارالکتاب  
 ۳۰۔ دارالکتاب  
 ۳۱۔ دارالکتاب  
 ۳۲۔ دارالکتاب  
 ۳۳۔ دارالکتاب  
 ۳۴۔ دارالکتاب  
 ۳۵۔ دارالکتاب  
 ۳۶۔ دارالکتاب  
 ۳۷۔ دارالکتاب  
 ۳۸۔ دارالکتاب  
 ۳۹۔ دارالکتاب  
 ۴۰۔ دارالکتاب  
 ۴۱۔ دارالکتاب  
 ۴۲۔ دارالکتاب  
 ۴۳۔ دارالکتاب  
 ۴۴۔ دارالکتاب  
 ۴۵۔ دارالکتاب  
 ۴۶۔ دارالکتاب  
 ۴۷۔ دارالکتاب  
 ۴۸۔ دارالکتاب  
 ۴۹۔ دارالکتاب  
 ۵۰۔ دارالکتاب  
 ۵۱۔ دارالکتاب  
 ۵۲۔ دارالکتاب  
 ۵۳۔ دارالکتاب  
 ۵۴۔ دارالکتاب  
 ۵۵۔ دارالکتاب  
 ۵۶۔ دارالکتاب  
 ۵۷۔ دارالکتاب  
 ۵۸۔ دارالکتاب  
 ۵۹۔ دارالکتاب  
 ۶۰۔ دارالکتاب  
 ۶۱۔ دارالکتاب  
 ۶۲۔ دارالکتاب  
 ۶۳۔ دارالکتاب  
 ۶۴۔ دارالکتاب  
 ۶۵۔ دارالکتاب  
 ۶۶۔ دارالکتاب  
 ۶۷۔ دارالکتاب  
 ۶۸۔ دارالکتاب  
 ۶۹۔ دارالکتاب  
 ۷۰۔ دارالکتاب  
 ۷۱۔ دارالکتاب  
 ۷۲۔ دارالکتاب  
 ۷۳۔ دارالکتاب  
 ۷۴۔ دارالکتاب  
 ۷۵۔ دارالکتاب  
 ۷۶۔ دارالکتاب  
 ۷۷۔ دارالکتاب  
 ۷۸۔ دارالکتاب  
 ۷۹۔ دارالکتاب  
 ۸۰۔ دارالکتاب  
 ۸۱۔ دارالکتاب  
 ۸۲۔ دارالکتاب  
 ۸۳۔ دارالکتاب  
 ۸۴۔ دارالکتاب  
 ۸۵۔ دارالکتاب  
 ۸۶۔ دارالکتاب  
 ۸۷۔ دارالکتاب  
 ۸۸۔ دارالکتاب  
 ۸۹۔ دارالکتاب  
 ۹۰۔ دارالکتاب  
 ۹۱۔ دارالکتاب  
 ۹۲۔ دارالکتاب  
 ۹۳۔ دارالکتاب  
 ۹۴۔ دارالکتاب  
 ۹۵۔ دارالکتاب  
 ۹۶۔ دارالکتاب  
 ۹۷۔ دارالکتاب  
 ۹۸۔ دارالکتاب  
 ۹۹۔ دارالکتاب  
 ۱۰۰۔ دارالکتاب









